حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سو قصے

مؤلف

مولانا شعیب سرور

بیت العُلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۴۸۳۷

حضرت ابوھریرہ

کے

۱۰۰ قصے

مؤلف

مولانا شعیب سرور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

کتاب — حضرت ابوہریرہؓ کے ۱۰۰ قصے

مولف — مولانا شعیب سرور

باہتمام — مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر — بیت العلوم۔۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور

فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور

ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی

دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر۱

بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر۱

بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی

ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴

مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴

مکتبہ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فہرست

مقدمہ

الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہٖ و نتوکّل علیہ و نعوذ باللّٰہ من شُرور انفسنا و من سیّئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضلّ لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد أن لاۤ الٰہ الا اللّٰہ و نشھد أنّ سیّدنا و سندنا وشفعینا و مولانا محمّدا عبدہٗ ورسولہٗ.

امّا بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

"محمّد رسول اللّٰہ والّذین معہ اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم تراھم رکّعا سجدا یبتغون فضلاً من اللّٰہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذٰلک مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل، کزرع أخرج شطئہ فاٰزرہٗ فاستغلظ فاستوٰی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار و عداللّٰہ الّذین امنوا و عملوا الصّٰلحت منھم مغفرۃ وّ أجراً عظیما. (الایہ)[1]

صدق اللّٰہ العظیم

صحابہء کرام رضی اللہ عنہم تاریخ انسانی کا وہ مقدس، عظیم المرتبت اور برگزیدہ گروہ ہیں جو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ایمان ویقین، اخلاق وکردار، عادات واطوار، راست گوئی اور راست بازی کے اعتبار سے نسل انسانی کا سب سے نمایاں، ممتاز اور بلند مرتبہ طبقہ

---

[1] الفتح (۲۹)

ہے۔اس بات کی بنیاد محض محبت وعقیدت کے جذبات پر نہیں قائم بلکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ انسانیت کی پوری تاریخ اس مقدس گروہ جیسی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہے......!

علاوہ ازیں قرآن وحدیث اور کتب ساویہ (سابقہ) کی بے شمار نصوص صریحہ بھی بھی اسی حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

قرآن مجید:

۱. ﴿کنتم خیر امت أخرجت للناس﴾

ترجمہ ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے (نفع اور اصلاح) کے لئے پیدا کی گئی ہے۔“

۲. ﴿و کذلک جعلنکم اُمّة و سطالتکونوا شهداء علی الناس﴾

ترجمہ ”اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تا کہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو“۔

حضرات مفسرین ومحدثین رحمہم اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ ان دو آیات کا اصل اور سب سے اولین مخاطب اور مصداق حضرات صحابہء کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔[۳]

۳. ﴿محمد رسول اللّٰه والّذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم الخ﴾[۱]

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے

---

۱ مقام صحابہ ص ۳۹

ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔"

۵. ﴿ولکن اللّٰہ حبّب الیکم الایمان و زیّنہ فی قلوبکم و کرّہ الیکم الفسوق و العصیان اولٰئک ھم الراشدون فضلاً من اللّٰہ و نعمۃ واللّٰہ علیم حکیم﴾

ترجمہ "لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب کر دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین بنا دیا اور کفر، فسوق اور نافرمانی کو تمہارے لئے مکروہ بنا دیا، ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور نعمت سے ہدایت یافتہ ہیں، اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔"

مذکورہ آیت کریمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کامل الایمان ہونے کی خدائی شہادت ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿خیر الناس قرنی ثمّ الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم﴾[۱]

"بہترین قرن میرا ہے پھر ان لوگوں کا جو اس سے متصل ہے پھر ان لوگوں کا جو اس سے متصل ہے۔"

۲. ﴿لا تسبّوا اصحابی فان احدکم لو انفق مثل أحد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ﴾[۲]

"میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے کوئی آدمی اگر احد

---

۱ صحیحین

۲ رواہ البخاری کتاب المناقب، ومسلم، وابوداؤد، والترمذی)

پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو صحابی کے ایک مُد (تقریباً ایک سیر کے برابر وزن) بلکہ آدھے مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا......!"

۳. ﴿الله الله فی أصحابی لاتتخذهم غرضًا بعدی فمن أحبهم فبحبّی أحبّهم و من أبغضهم فبغض أبغضهم و من اذا هم فقد اذانی و من آزانی فقد أذی الله و من أذی الله فیو شک ان یاخذه﴾[1]

"اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں، میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع کا) نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو اس نے میری محبت کیوجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے انکو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑ لے گا"۔

۴. ﴿عن جابر بن عبدالله یقول سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم "لاتمس النار مسلما رانی او، رای من رانی﴾[2]

"جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے اصحاب کو دیکھا اور اس پر فوت ہوا تو اسکو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی"۔

۵. ﴿اذا رأیتم الذین یسبّون أصحابی فقولوا لعنة الله

---

۱. رواہ الترمذی

۲. ایضاً (۲۳۱/۲)

علی شر کم[۱]

''جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں تو تم ان سے کہو خدا کی لعنت ہے اس پر جو تم دونوں یعنی صحابہ اور تم سے بدتر ہیں۔''

کتب سابقہ:

دیگر کتبِ سماویہ (تورات، زبور، انجیل) اگرچہ محرَّف مبدَّل ہو چکی ہیں مگر پھر بھی ان میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا تذکرہ نہایت شاندار عنوانات سے ملتا ہے۔

(۱) تورات کے پانچویں رسالے ''استثناء'' میں لکھا ہے کہ:

''اور مرد خدا موسیٰ نے جو دعائے خیر دے کر اپنی وفات سے پہلے بنی اسرائیل کو برکت دی وہ یہ ہے (۱) اور اس نے کہا خداوند سینا سے آیا (۲) اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا (۳) وہ کوہ فاران سے ان پر جلوہ گر ہوا (۴) اور دس ہزار ''قدسیوں'' کے ساتھ آیا''[۲]
(۵) اس کے داہنے ہاتھ پر ان (دس ہزار) کے لیے آتشی شریعت تھی (۶) وہ (یعنی کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے والا رحمۃ للعلمین) بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے (۷) اس کے سب مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں (۸) اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے (۹) ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا''[۳]

اس آیت کے نو جملوں میں سے پہلے دو جملے بطور تمہید نبوت موسوی وعیسوی کو

---

۱ رواہ الترمذی

۲ بائبل ص ۱۹۰۸

۳ باب (۳۳) آیت (۲۰۱)

بیان کرر ہے ہیں۔اس کے بعد چار جملے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس کتاب (قرآن مجید) اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے شاندار تذکرے پر مشتمل ہیں پھر آخری تین جملوں میں محض اس پاکباز قدسی جماعت کا ذکر خیر ہے۔

اسی طرح بائبل کتاب ۲۴، باب ۳۱، آیت ۳۳،۳۴؛ رسالہ ۳۰ یسعیاہ باب ۲، مکاشفہ ۱۴: ۱ تا ۵ اور زبور ۱۴۹ آیت نمبر ۶ تا ۹، زبور نمبر ۴۴ آیت نمبر ۲، ۳ اور انجیل، یوحنا ۶: ۴۵، متی باب ۳ آیت ۸، ۹، لوقا ۳: ۸ میں اور ان کے علاوہ دیگر کئی مقامات ایسے ہیں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کا ایسا تذکرہ ملتا ہے جو اس جماعت کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے علاوہ دیگر دنیا کی تمام جماعتوں سے نہ صرف ممتاز کرتا ہے بلکہ فوقیت بخشتا ہے۔

زیر نظر کتاب ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو قصے'' اسی مقدس جماعت کے ایک اہم رکن اور جلیل القدر شخصیت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ کے ۱۰۰ سنہری اور دلچسپ واقعات پر مشتمل ہے۔آپؓ کا واقعات کی صورت میں یہ ذکر خیر جہاں روح کو بالیدگی اور ایمان کو تازگی بخشتا ہے وہیں ان کی روشنی سے ان اعتراضات کی تاریکی بھی کافور ہو جاتی ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی پر کیے جاتے ہیں۔

راقم السطور مقدمہ کے آخر میں سب سے پہلے اس دعا کے ساتھ اپنے رب العالمین کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اس کام کی توفیق بخشی ہے؛ کہ وہ ذاتِ بابرکات ہمیں ان حضرات قدسیہ کی مکمل پیروی کرتے ہوئے زندگی اور موت عطا فرمائے۔

اس کے بعد بندہ اپنے استاد محترم حضرت مولانا ناظم اشرف صاحب مدظلہ (مدیر بیت العلوم) کا بھی بے حد ممنون ہے کہ جن کے ایماء پر اور جن کی معاونت سے اس کام کے ابتداء سے اختتام تک کے مراحل طے ہوئے۔اللہ تعالیٰ اس طالب علمانہ کاوش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے اور اس کو بندہ کے والدین، اساتذہ کرام، جملہ احباب اور بندہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین یارب العالمین)

ابن سرور محمد شعیب
متعلم: درجہ تخصص فی الافتاء
جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿تعارف﴾

﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات زندگی﴾

اسم گرامی

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے ایسا اختلاف کسی دوسرے راوی کے نام کی تعیین کے بارے میں نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ بعض حضرات نے ان کے نام کے بارے میں بیس، بعض نے تیس اور بعض نے چالیس اقوال تک ذکر کیے ہیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے بیس اقوال تدریب الراوی میں نقل کیے ہیں، لیکن ان میں سے بھی تین قول زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) عبدالشمس بن صخر (۲) عبدالرحمٰن بن صخر (۳) عبداللہ بن عمرو

محققین نے اس کو ترجیح دی ہے کہ ان کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالشمس اور اسلام میں عبدالرحمٰن ہے اگرچہ امام بخاری اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے ''عبداللہ بن عمرو'' کو ترجیح دی ہے چنانچہ مستدرک میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ابن اسحاق کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

﴿قال حدثنی بعض اصحابی عن ابی هريرة رضی الله عنه قال كان اسمی فی الجاهلية عبدالشمس بن صحر فسميت فی الاسلام عبدالرحمٰن﴾[۱]

---

۱ درس ترمذی (۱/۱۶۱،۱۶۲)، اسد الغابۃ (۵/۳۱۶)

کنیت

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو ہریرۃ'' ہے اور یہ کنیت اس قدر مشہور ہوئی کہ آپ کا اصل نام بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ''طبقات ابن سعد'' میں آپ رضی اللہ عنہ سے اس کنیت کی وجہ منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی بلی تھی جس کو میں رات کے وقت درخت پر رکھ دیتا تھا اور صبح کو درخت سے اتار لیتا اور اس کے ساتھ کھیلتا چنانچہ اس بلی کے ساتھ میرے غیر معمولی لگاؤ کی وجہ سے میری کنیت لوگوں کے ہاں ابو ہریرۃ مشہور ہو گی۔

﴿کانت هریرة صغیرة فکُنْتُ اِذَا کَانَ اللَّیْلُ وَضَعْتُهَا فِی شجرة فَاذَا اَصبحت اَخَذْتُهَا فلعبت بِهَا فکنونِی ابو هریرة﴾

جبکہ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاستعاب'' میں نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیت رکھی تھی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے ''تدریب الراوی'' میں آپ کی کنیت پہلے ''ابو الاسود'' ہونا ذکر کیا ہے۔[1]

نسب

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے نام کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کے نام میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ طبقات ابن سعد میں والد کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

﴿ابوهریرة عبدالرحمن (عمیر عبدالله) بن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن غیاث بن لهینه بن سعد بن ثعلبه بن سلیم بن فهم بن غنم بن دوس﴾[2]

جبکہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے شجرہ نسب یوں بیان کیا ہے:

۱۔ درس ترمذی (۱/۲۶۲) وفی الترمذی جلد نمبر ۲ مناقب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۔ البدایہ والنہایۃ (۸/۹۱۹)

﴿عمیر بن عامر بن عبدالذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابو ضعف بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم ابن فہم بن غنم بن سعد﴾ [۳]

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام "امیمہ یا میمونہ" بنت صبیح بن حارث ہے۔

حلیہ مبارکہ

حضرت ابو ہریرۃ کا رنگ گندم گوں تھا، دانت چمکدار آگے کے دونوں دانتوں کے درمیان ذرا فاصلہ تھا۔ چھاتی چوڑی، سر پہ زلفیں تھیں جو دو حصوں میں تقسیم ہو کر دونوں مونڈھوں پر پڑی رہتی تھیں۔ بال سفید اور ریشم کی طرح نرم تھے۔ داڑھی کو مہندی کا خضاب لگاتے جس سے وہ سرخ نظر آتی تھی۔ [۴]

خاندان وقبیلہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا نسبی تعلق قبیلہ "دوس" سے ہے۔ قبیلہ دوس عرب قبیلے "ازد" کی ایک شاخ ہے جبکہ اس نے اپنے مورث اعلیٰ "دوس" کے نام کی نسبت سے شہرت پائی ہے۔ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے ان کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

"دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہدان بن کعب بن حارث بن کعب بن مالک ابن نضر بن ازد" [۳]

عام روایات کے مطابق بنو دوس یمن کے ایک گوشے میں آباد تھے۔ یہ گوشہ ایک پہاڑ کے دامن میں تھا۔ جبکہ بعض علماء نے قیاس ظاہر کیا ہے کہ قبیلہ دوس کی سکونت "تبالہ" کے قرب وجوار میں تھی۔

---

۳ اسد الغابۃ (۵/ ۳۱۵)

۴ سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ

۱ اسد الغابہ (۵/ ۳۱۵)

ولادت باسعادت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً چوبیس برس قبل اپنے وطن میں ہوئی تھی۔

بچپن سے جوانی تک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی باپ کے سائے سے محروم ہو گئے تھے۔اپنے آبائی علاقے میں ہی بچپن کا یادگار دور گزرا اور وہ بھی ایسے کہ سخت تنگی، فقر وافلاس کی حالت سے دوچار ہو کر۔والدہ نے نہایت عسرت ومشقت کے عالم میں پرورش کا فریضہ انجام دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات اگرچہ قدرے اجمال سے منقول ہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بچپن میں بکریاں چرایا کرتے تھے، روزانہ بکریاں جنگل لے جاتے اور شام تک انہیں چراتے رہتے۔قرائن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں انہوں نے لکھنے پڑھنے سے کچھ مناسبت بھی پیدا کر لی تھی کبھی کوئی شعر بھی موزوں کہہ لیتے تھے۔ بسرہ بنت غزوان کے پاس محض روٹی کپڑے پر ملازم بھی رہے اور خدمت یہ سپرد تھی کہ جب وہ کہیں جانے لگتی تو وہ پیادہ ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے اس کی سواری کے ساتھ چلیں۔خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بعد میں یہی عورت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آ گئیں۔

اگرچہ وطن میں بیشتر حصہ جو کہ زندگی کے پہلے ۳۰ سال تھا افلاس کی حالت میں گزرا لیکن ۶ھ کے اواخر میں جب انہوں نے اپنے قبیلے کے ہمراہ وطن سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو وہ اس قابل ہو گئے تھے کہ ایک غلام رکھ سکیں۔

کفر سے اسلام تک

حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے ہم قبیلہ تھے۔ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے اور نور اسلام دل میں لیے تبلیغ اسلام کے لیے یمن لوٹ چکے تھے۔ان ہی کی کوششوں سے قبیلہ دوس اسلام کے ترانوں سے گونجنے لگا تھا اور ۷ھ میں غزوہ خیبر کے زمانے میں یمن کے افراد کو لے کر بارگاہ رسالت

میں حاضری کے ارادے سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے لیکن مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیبر میں تشریف فرما ہونے کی خبر سن کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ چنانچہ خیبر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست نبوت پر مشرف باسلام ہوئے۔[۱]

قبول اسلام کے بعد کے حالات زندگی

عہد رسالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے لے کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر ملال تک کا زمانہ (محرم ۷ھ تا ربیع الاول ۱۱ھ) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی تمام زندگی کا حاصل اور نچوڑ ہے۔ انہوں نے اس زمانے کا تین چوتھائی حصہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور بابرکت صحبت میں گزارا اور اس کی کیفیت بھی بڑی عجیب تھی! سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، رات ہو یا دن، امن ہو یا جنگ کا موقع، صحت ہو یا بیماری، خوشی کے لمحات ہوں یا رنج والم کی گھڑیاں آپ رضی اللہ عنہ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کے لیے بیتاب و بے قرار رہتے تھے۔ اس دوران تین چیزیں ان کی زندگی کا محور و مرکز نظر آتی ہیں۔

پہلی چیز ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال۔ جہاں آرا سے اپنی آنکھیں روشن کرنا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ: ''امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے جمال کا مشاہدہ میری روح کی تسکین وراحت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

دوسری چیز: ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت جس قدر بھی ممکن ہو۔''

تیسری چیز: ''علوم و معارف کے سرچشمہ فیض بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیرابی اور حصول فیض۔''

انہی مقاصد کے حصول کے لیے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے عہد رسالت میں

---

[۱] سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ جلد ۳ حصہ دوم (۴۹، ۵۰) درس ترمذی (۱/۱۶۱)

ازدواجی زندگی کو خیر آباد کہا، ذریعہ معاش ترک کیا اور اصحاب صفہ کی نفوس قدسیہ کی جماعت میں شامل ہو کر فقر و فاقہ کے عالم میں زندگی گزار دی۔ تقریباً تین سال سے زائد عرصہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی اس عظیم اور اولین درسگاہ کے ممتاز طالب علم کی حیثیت سے گزارا۔ اس دوران مصیبتوں اور پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹے، فقر و فاقہ کے طوفان اٹھے، رنج و الم کی گھٹائیں چھائیں، صبر آزما لمحات کی برسات ہوئی مگر آپ رضی اللہ عنہ ان تمام باتوں کو برداشت کرتے رہے اور دامن نبوت سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابستہ رہے۔

خود فرمایا کرتے تھے کہ میرا حال یہ تھا کہ جہاں کچھ میرے پیٹ میں پڑ جاتا تو فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ میں نے کبھی خمیری روٹی نہیں کھائی، نہ عمدہ لباس پہنا، میرا کوئی خادم تھا نہ کوئی خادمہ، اوڑھنے کے لیے میرے پاس چادر تک نہ تھی، بعض اوقات کمر سیدھی نہ کر سکتے تو پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے اور کہنی سے زمین پر ٹیک لگا کر نیم دراز ہو جاتے۔

خدمتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بھی آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی ایک روشن پہلو ہے۔ علومِ نبوت سے فیضیابی کے ساتھ ساتھ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے بھی بہرہ مند ہوتے رہتے تھے۔ فرماتے ہیں

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استنجے کے لیے جاتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی لا کر دیتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پانی سے طہارت کرتے تھے۔...... پھر میں پانی کا دوسرا برتن لاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس (دوسرے برتن کے پانی) سے وضو فرماتے تھے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اپنے جانثار خدمت گار پر بھرپور اعتماد تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کوئی چیز تقسیم فرمانا چاہتے یا کوئی بات لوگوں تک پہنچانا چاہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پیغام کو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ اسی طرح دیگر واقعات سے بھی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلص، معتمد اور جانثار خادم ہونے

کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجر کے مجوسیوں کو دعوت اسلام دینے کے لیے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو ''خط'' دے کر روانہ کیا تو ان کے ساتھ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا۔

عہدِ رسالت کے بعد

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی عہد رسالت کے بعد کی زندگی بھی دینی، علمی اور مجاہدانہ کارناموں سے لبریز ہے، عہد صدیقی میں آپ رضی اللہ عنہ جہاں گوشہ نشین ہو کر اشاعت حدیث شریف کی خدمت سرانجام دیتے رہے وہاں مسند احمد اور طبقات ابن سعد کی بعض روایات سے آپ رضی اللہ عنہ کا سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین جانا اور ان کے ساتھ مل کر مرتدین کے خلاف جہاد کرنا بھی منقول ہے۔ اسی طرح فتنہ ارتداد کے خلاف لڑائیوں میں بھی آپ رضی اللہ عنہ شریک رہے ہیں۔[1]

سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی بحرین کے عامل رہے۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مشرقی ممالک میں ہونے والے جہاد میں شرکت کیلئے مدینہ منورہ آئے اور شاعت حدیث میں مشغول ہو گئے، شورش کے زمانے میں لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی امداد و حمایت پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ ارباب سیر کے بیان کے مطابق حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان حضرات میں شامل تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے جان ہتھیلی پر رکھ کر کاشانہء خلافت میں موجود تھے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب فتنوں نے سر اٹھایا تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرامین نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی، حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بھی انہی حضرات میں شامل تھے، چنانچہ اس زمانے میں ہونے والی لڑائیوں سے یکسر کنارہ کش رہے۔ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی

---

[1] مسند احمد (۱۸۱/۱)

بعض موقعوں پر امارت مدینہ کے فرائض انجام دیئے۔

مجاہدانہ زندگی

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو جہاں علمی فضل وکمال سے نوازا تھا وہاں آپ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک میں جذبہ جہاد بھی موجزن فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس راہ حق کے ایک سرفروش اور جانباز مجاہد تھے۔

عہد رسالت میں غزوہ خیبر ۷ھ میں شرکت فرمائی، اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ غزوہ وادی القریٰ (غزوہ فدک)، غزوہ ذات الرقاع، غزوہ فتح مکہ، غزوہ تبوک اور بعض سرایا میں بھی شریک رہے۔ جب عہدِ صدیقی میں فتن وارتداد کے شعلے بھڑکے تو ان نازک لمحات میں بھی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ان مخلصین مومنین میں شامل تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زیرِ امارت ان فتنوں کی بیخ کنی کی۔ عہد فاروقی آیا تو اس میں بھی ''شام'' کے جہاد اور ''جنگ یرموک' میں تاریخ جہاد رقم کی۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عہدِ عثمان میں ''بلنجر'' اور ''آرمینیہ جرجان' وغیرہ کی لڑائیوں میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی شمولیت کا تذکرہ ملتا ہے۔

اخلاق وعادات

سیدنا حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جس جانفشانی اور جانثاری سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت وخدمت کے ذریعے سے تزکیہ نفس، تعمیر اخلاق وکردار اور علم وعمل کے روشن سفر کو جاری رکھا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اس جہد مسلسل اور عملِ پیہم کا لازمی اور منطقی نتیجہ آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاق وعادات کی بلندی وعظمت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے گلشن اخلاق میں علم کی تحصیل اور اشاعت میں بے پناہ انہماک، خشیتِ الٰہی، خوفِ آخرت، حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جذبہ جہاد، شوق شہادت، اتباع سنت، شغف عبادت، فقر وعفاف، انکساری وعاجزی، سادگی واخلاص، حق گوئی ودینی حمیّت، حسن معاشرت اور معاملاتی دیانت، فیاضی وسیرچشمی، صبر وتحمل اور خوش مزاجی سب

سے خوش رنگ پھول ہیں۔

اگر ہم آپ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات کا طائرانہ جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ آپ رضی اللہ عنہ خشیت الٰہی اور خوف الٰہی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے تھے اور آپ پر ان کا اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ بسا اوقات کوئی ایسی بات ذکر کرنی ہوتی کہ جس میں عذاب آخرت کا تذکرہ ہوتا تو آپ خوف وخشیت سے بے اختیار ہو جاتے اور بیہوش ہو کر گر پڑتے۔ (جیسا کہ شفیا الاصبحی رحمہ اللہ کے واقعہ میں اس کی وضاحت آئے گی) اور یہی حالت و عادت آخر دم تک قائم رہی۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ لمحہ بھر کی جدائی بھی برداشت نہ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس سے محبت ہوتو وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی محبوب و پسندیدہ بن جاتا تھا۔ ایک دفعہ اس والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

''یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار میری زندگی اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

اسی سچی محبت نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایسا مثالی مرد مومن بنا دیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ سے روشنی حاصل کرتے تھے اور ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی لمحہ بہ لمحہ اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اسی اتباع سنت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بلند درجہ عابد وزاہد بنا دیا تھا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے عبادت میں شغف وانہماک کی یہ حالت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی راتیں ذکر و عبادت، یاد الٰہی اور نالہء نیم شبی سے زندہ رہتی تھیں۔ فرض روزوں کے علاوہ ہر مہینے کے روزے پابندی سے رکھا کرتے تھے۔ ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں سات دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان رہا، میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کی اہلیہ اور ان کا غلام رات کو باری باری جاگ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ روزانہ ۱۲ ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ سادگی و بے تکلفی ایسی تھی کہ آسودگی اور امارت کے زمانے میں بھی تنگ دستی کے زمانے کو نہ چھپاتے تھے۔ برسر محفل انہیں بیان کرتے اور سرِ راہ مسلمانوں سے ظرافت طبع کا بھی اظہار فرماتے تھے۔

حق گوئی اور بے باکی بھی آپ رضی اللہ عنہ کی خاص صفت تھی، حاکم وقت کے روبرو بھی کلمہ حق کہنے سے کبھی دریغ نہیں فرماتے تھے، حسن معاشرت بھی مثالی تھی، والدہ ماجدہ کے ساتھ حسن معاشرت بھی مشہور و معروف تھے، دوسرے لوگوں سے بھی حسن سلوک، عفوودرگزر اور انکسار و تواضع کا معاملہ فرماتے تھے، ہر ایک ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے، اپنے سے چھوٹوں، خصوصاً بچوں پر بے انتہاء شفیق تھے، نہایت مہمان نواز تھے، مہمان کا طویل قیام بھی آپ رضی اللہ عنہ کے انقباض کا ذریعہ نہ بن سکتا تھا۔ فیاضی طبع و سخاوت طبع بھی آپ کا طرّہ امتیاز تھا۔ صدقہ و خیرات کر کے روحانی مسرت اور دلی تسکین محسوس کرتے تھے۔

علمی زندگی

اللہ تعالیٰ نے ''علمِ دین'' جو کہ دین اسلام کے تحفظ و بقا کا ضامن ہے..... کی تحصیل کا ذوق و شوق اپنی تقدیر قوی اور تدبیر خفی سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی میں ودیعت رکھا تھا۔ اس گوہرِ نایاب کے ساتھ ساتھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی توجہ اور شفقت و مہربانی بھی آپ رضی اللہ عنہ پر مرکوز تھی جس سے ذوق علم کو جلا ملی یہاں تک کہ چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''وعاء العلم'' (علم کا ظرف) سے موسوم فرما کر آپ رضی اللہ عنہ کے تبحر علمی کی تصدیق فرمائی۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم میں بھی مہارت اور کمال حاصل تھا یہ اور بات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تادم آخر اشاعت حدیث مبارک کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا شمار کثرت سے روایت کرنے والے حضرات میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو سنتالیس (۵۳۴۷) ہے اور ان روایات کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ روایات کسی خاص شعبہ دین سے متعلق نہیں ہیں بلکہ دین کے تمام احکام و مسائل سے تعلق رکھتی ہیں اور اکثر روایات ''مرفوع'' ہیں۔ (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست نقل فرمائی ہیں)۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے علاوہ حضرت

عائشہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت اسامہ بن زید، حضرت سلیمان فارسی، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہا وعنہم) اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے حضرات کی ایک طویل فہرست ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو سے بھی زیادہ راویان حدیث نے استفادہ کیا ہے۔ جن میں متعدد صحابہ کرام، صحابیات کے علاوہ کثیر تعداد میں آئمہ تابعین اور جید علمائے حدیث بھی شامل (رضی اللہ عنہم اجمعین) [1]

کثرتِ روایت کا سبب

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جو اس کثرت سے احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں ان کا سبب اور پس منظر جو کہ متعدد مرویات میں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ درسگاہ رسالت کے ایسے حاضر باش طالب علم تھے کہ جنہوں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استماع حدیث کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ جو مال ومتاع، کاروبار وتجارت، بال بچوں کے جھنجٹ سے آزاد ہو اور بے پرواہ ہو کر اپنی ذات کو ہر لحہ خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف کر رکھا تھا جبکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے کی بنا پر اور تجارت وذریعہ معاش اختیار کرنے کی وجہ سے اتنا وقت بارگاہ رسالت میں نہیں دے سکتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی دعا بھی آپ رضی اللہ عنہ کے شامل حال تھی۔ [2]

بحیثیتِ مفتی

سیدنا حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ایک عظیم راوی حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب فتوی بھی تھے۔ علامہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"آپ رضی اللہ عنہ علم کا ظرف تھے اور صاحب فتوی آئمہ کی جماعت میں بلند پایہ

---

[1] البدایہ والنہایہ (۱۰۳/۸)

[2] رواہ الترمذی، مناقب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۲۴۷/۲)، البدایہ والنہایہ (۱۰۹/۸)

رکھتے تھے۔''[۱]

زیاد بن سنیاؒ کا بیان ہے کہ ''حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو ہریرۃ (رضی اللہ عنہ) اور بعض دوسرے صحابہ کرام مدینہ طیبہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔'' (۲) بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ زیادہ تعداد میں فتاویٰ جات منقول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فتوی دینے میں نہایت محتاط تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار صاحب افتا کے طبقہ متوسط میں ہوتا ہے۔

مقام ومرتبہ

آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ پہچاننے کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ کی بے مثل جماعت کے معزز ومحترم رکن، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں اور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جو بے شمار، فضائل و مناقب وارد ہیں دیگر حضرات کی طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی ان کا مصداق ہیں۔

تاہم اکابرین امت کے اقوال کی روشنی میں آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ ملاحظہ فرمایئے:

(۱) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے کسی بات میں شبہ کے ازالے کے وقت فرمایا: ''خبردار! انہوں نے (حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی روایات سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔''

(۲) سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنہیں خادم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ فرماتے ہیں کہ: مجھے پسند ہے کہ میں ان (احادیث کو) حضرت ابو ہریرۃ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کروں۔''

---

۱ سیرت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحوالہ تذکرہ الفاظ (۱/۲۸)

۲ سیر اعلام النبلاء (۲/۴۳۷)

(۳) ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابو ہریرۃ! آپ ہم سے زیادہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اس لیے ہم سب سے بڑھ کر حدیث کے عالم ہیں۔''

(۴) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ابو ہریرۃ! بڑے جری ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ باتیں بھی پوچھ لیا کرتے تھے جن کے دریافت کرنے کی ہم کو جرأت نہ ہوتی تھی۔''

(۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی تو فرمایا: ''ابو ہریرۃ! کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑنا'' (یعنی ان سے یہ بات امن سے دریافت کرو)۔

(۶) امام اعمش رحمہ اللہ، ابو صالح السمان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

''ابو ہریرۃ تمام صحابہ میں سے سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ابو ہریرۃ صحابہ میں سب سے افضل ہیں بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ سب سے بڑھ کر حافظ حدیث ہیں۔''

(۷) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔''

(۸) حافظ ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔''

(۹) حافظ بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اپنے ہم عصر رواۃ میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ تمام صحابہ میں کسی نے حدیث کا اتنا ذخیرہ فراہم نہیں کیا۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی کثرت روایت پر محدثین کا اتفاق ہے۔''

(۱۰) حضرت حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ، حفظ واتقان، امانت و دیانت، زہد و عبادت اور عمل صالح کا زندہ پیکر تھے۔ انہوں نے بکثرت احادیث روایت کیں۔ ان کا شمار حفاظ

حدیث صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے“۔

سفرِ آخرت

مشہور قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا۔ مرض وفات میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہے، دل دنیا سے اکتا چکا تھا اور اپنے معبود حقیقی سے ملنے کیلئے بے چین تھے، مروان بن الحکم عبادت کیلئے آیا تو دعا فرمائی:

”اے اللہ! میں تیری ملاقات کا آرزومند ہوں، تو بھی میری ملاقات پسند کر!“

”مروان“ کے جانے کے چند لمحوں بعد ہی روحِ مبارک جسدِ اطہر سے پرواز کرگئی۔

﴿اِنّا لِلّٰہ و انّا الیہ راجعون﴾

﴿حضرت ابو ہریرۃ کے سو قصے﴾

قصہ نمبر ۱ ﴿کنیت﴾

حضرت ''ابو ہریرۃ'' کی کنیت پر جمہور ارباب سیر کا اتفاق ہے اس کا مطلب ہے۔ ''بلی والا'' اس کنیت کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف روایات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو ابو ہریرۃ کیوں کہا جاتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک بلی پال رکھی تھی۔ رات کو میں اس بلی کو ایک درخت کی کھوہ میں رکھ دیتا تھا۔ دن کو جب میں بکریاں چرانے جاتا تو اس کو ساتھ لے لیتا اور فراغت کے وقت میں اس سے کھیلا کرتا تھا۔ لوگوں نے بلی سے میرا غیر معمولی لگاؤ دیکھ کر مجھے ''ابو ہریرۃ'' کہنا شروع کر دیا۔[1]

قصہ نمبر ۲ ﴿ہجرت﴾

۶ ہجری کے اواخر یا ۷ھ کے آغاز میں حضرت طفیل بن عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اب وطن سے سوئے مدینہ ہجرت کا شرف حاصل کیا جائے۔ انہوں نے دوس کے دوسرے مسلمانوں کو بھی ہجرت کی ترغیب دی۔ تو قبیلے کے ستّر اسّی مسلمان گھرانے (جن کے افراد کی تعداد بعض حضرات کے بقول چار سو (۴۰۰) تھی) ہجرت کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سب کو ساتھ لیا اور گھر بار اور وطن کو خیر باد کہا اور عازمِ مدینہ ہو گئے۔ ان ہجرت کرنے والوں میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بھی اپنے ایک غلام کے ساتھ شریک تھے۔ ان کی والدہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن وہ ان کو وطن

---

[1] رواہ الترمذی کتاب المناقب مناقب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۳۸۸۵) البدایہ والنہایہ ۸/ ۹۱۹، سیر الصحابہ ۳/ حصہ دوئم ص ۴۹، اسد الغابہ ۵/ ۳۱۶

میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے تھے اس لیے ان کو بھی ساتھ لے لیا۔

دوس کے مہاجرین کا یہ قافلہ منزلوں پر منزلیں مارتا مدینہ منورہ پہنچا۔ تو معلوم ہوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت غزوہ خیبر کے لیے تشریف لے گئے تھے اور وہیں تشریف فرما ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے اپنے ورود مدینہ کا حال اس طرح بیان کیا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر تشریف لے گئے تھے میں اسی زمانے میں مدینہ آیا۔ فجر کی نماز سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھی۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ میں) اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے۔ سباع رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورہ مریم اور دوسری میں ''وَیلٌ لِّلمُطَفِّفِینَ'' (کم تولنے والے کے لیے بڑی خرابی ہے) پڑھی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ فلاں ازدی شخص کے لیے ہلاکت ہو اس نے دو پیانے بنا رکھے تھے۔ ایک کے ساتھ کم تول کر دوسرے کو دیتا (فروخت کرتا) اور دوسرے کے ساتھ لوگوں سے زیادہ لیا کرتا۔ (یعنی خریدتا تھا)۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ قبیلہ ازد کے ہر شخص نے اس مقصد کے لیے دو پیانے بنا رکھے تھے۔[1]

قصہ نمبر ۳ ﴿خیبر کا سفر اور قبول اسلام﴾

دوسی مہاجرین کو جب معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خیبر کے لیے تشریف لے گئے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراجعت کا انتظار کرنے کے بجائے خیبر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جائے چنانچہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ منورہ سے خیبر سفر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے خیبر تک کے سفر میں بڑے ذوق وشوق سے شعر پڑھتے رہے:

﴿یَا لیلةَ مِن طُولها وعنائِها، علی أنّها من دارَةِ الکُفر نَجَّتِ﴾

---

[1] البدایہ والنہایہ ۸/۹۲۰، سیر اعلام النبلاء ۲/۴۲۵، رواہ الترمذی کتاب المناقب مناقب ابو ہریرہ (۳۸۸۳)

ترجمہ ''ہائے رات کی طوالت اور مشقت کتنی بری ہے تاہم (شکر ہے) اس نے مجھے دارالکفر سے چھٹکارادلا دیا۔''

دوران سفر آپ رضی اللہ عنہ کا غلام گم ہوگیا تھا جب آپ رضی اللہ عنہ خیبر پہنچ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ نبوت پر بیعت کی سعادت حاصل کی تو حسنِ اتفاق سے ان کا غلام بھی اس وقت وہاں پہنچ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! تمہارا غلام آ گیا؟''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! میں اسے اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔''

بیعتِ اسلام کے بعد دامنِ نبوت سے ایسے وابستہ ہوئے کہ مرتے دم تک ساتھ نہ چھوڑا۔[1]

قصہ نمبر۴ ﴿فقر وفاقہ﴾

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے تین سال سے کچھ زیادہ عرصہ اصحابِ صفہ (رضوان اللہ علیھم اجمعین) کی مقدّس جماعت کے ایک ممتاز رکن اور درسگاہ نبوی (علی صاحبھا الصلوۃ والسلام) کے ایک درویش طالب علم کی حیثیت سے گزارا۔ اس دورِ پُر مشقت میں دوسرے اصحاب صفہ (رضی اللہ عنہم) کی طرح انہوں نے بھی سخت مصیبتیں برداشت کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حصول علم میں برداشت کی گئی صعوبتوں کی داستان بہت طویل بھی ہے اور بہت حیرت انگیز اور دردناک بھی ہے۔

خود بیان فرماتے ہیں کہ:

''میرا یہ حال تھا کہ جہاں کچھ میرے پیٹ میں پڑ جاتا فوراً رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا، نہ میں نے کبھی خمیری روٹی کھائی نہ عمدہ لباس پہنا، نہ میرا کوئی خادم تھا نہ خادمہ، بعض اوقات جب بھوک ستاتی تو کسی صاحب سے قرآن کی کوئی آیت

[1] البدایہ والنہایہ ۸/۹۲۰، ۹۲۱۔ سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ جلد سوم، حصہ دوم ص ۱۱۹، ص ۵۰، اسد الغابۃ ۵/۳۱۶۔

پوچھتا حالانکہ وہ آیت مجھے خود یاد ہوتی۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ شاید وہ میری جانب متوجہ ہو کر مجھے کھانا کھلا دیں گے۔''..........!

ایک دن آپ رضی اللہ عنہ اسی فقر و فاقہ اور بھوک و پیاس کی حالت میں مسجد میں پہنچے تو کچھ لوگ ملے، انہوں نے پوچھا: ''ابو ہریرۃ! تم یہاں اس وقت کیسے آئے ہو؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ''بھوک کی وجہ سے آرہا ہوں۔''

تو وہ حضرات کہنے لگے کہ: ''خدا کی قسم ہمیں بھی بھوک ہی یہاں لائی ہے۔''

یہ طے ہوا کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں چنانچہ یہ سب حضرات رضی اللہ عنہم اٹھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: اس وقت کیسے آنا ہوا؟

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بھوک لائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کا ایک طباق منگوایا اور ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا: ''یہ دو کھجوریں تمہیں آج کے لیے کافی ہوں گی۔''

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی دو کھجوریں لیں اور جن میں سے ایک کھجور کھالی اور دوسری کھجور اپنے دامن میں رکھ لی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو پوچھا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم نے یہ کھجور کس لیے اٹھا کر رکھ لی؟

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کھجور میں نے اپنی والدہ کے لیے رکھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو کھالو ہم تمہاری والدہ کے لیے بھی تم کو دو کھجوریں دیں گے۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ کھجور بھی کھالی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے دو کھجوریں اور عطا فرمائیں۔[1]

---

[1] فتح الباری ۸/ ۷۷، طبقات ابن سعد ۲/ ۵۵، سیر اعلام النبلاء ۲/ ۴۲۷۔

قصہ نمبر۵ ﴿معجزۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سیرابی﴾

بعض دفعہ بھوک کی شدت کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کمر تک سیدھی نہ کر سکتے تھے۔ اس حالت میں پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے اور کہنی سے زمین پر ٹیک لگا کر نیم دراز ہو جاتے تھے۔ خود فرماتے ہیں:

ایک دن میں اسی حالت میں شارعِ عام پر پڑا تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے ساتھ چلنے کو کہیں گے اور کچھ کھلا دیں گے لیکن وہ یوں ہی گزر گئے اور مجھے اپنے ساتھ نہیں لیا۔

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا اور مجھے اپنے ساتھ نہ لیا یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر نگاہ کرم ڈالی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری بھوک کا اندازہ ہو گیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ ابو ہریرہ ہے؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل دیئے اور دربار نبوت میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں ایک پیالے میں دودھ رکھا ہوا پایا تو گھر والوں سے دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ جواب ملا: ''فلاں صاحب نے دودھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھیجا ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابو ہریرہ! اصحابِ صفہ کے پاس جاؤ اور سب کو یہاں بلا لاؤ۔

اہل صفہ رضی اللہ عنہم اسلام ہی کے مہمان تھے نہ ان کے پاس گھر تھا، نہ ان کے پاس مال تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ وغیرہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ استعمال نہ فرماتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

کوئی ہدیہ آتا تو اسے خود استعمال فرماتے اور اپنے ساتھ اہل صفہ کو بھی شریک کر لیتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان لوگوں یعنی اصحاب صفہ کو بلانے کے لیے بھیجنا کچھ گراں معلوم ہوا میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرا خیال تھا کہ یہ دودھ مجھ ہی کو ملے گا اور اسے پی کر کچھ قوت آئے گی بھلا اتنے سے دودھ سے تمام اہل صفہ کا کیا بنے گا......!

لیکن رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل تو ضروری تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اہل صفہ رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور انہیں پیغام نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیا کہ تمہیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا رہے ہیں۔ سو تمام اہل صفہ رضی اللہ عنہم کاشانہء نبوت (علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیمات) میں حاضر ہوئے۔

جب سب حضرات (رضی اللہ عنہم) تشریف فرمائے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اس پیالے کو اٹھاؤ اور ہر شخص کو دودھ پلاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ تعمیل میں ہر شخص کو باری باری دودھ پلانے لگا۔ ان میں سے ہر ہر شخص نے خوب سیر ہو کر دودھ کو پیا یہاں تک کہ میں نے سب کو دودھ پیش کر دیا اور سب نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا لیا اور باقی دودھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا:

''اب میں اور تم باقی رہے......''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''جی ہاں یارسول اللہ!'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اب تم دودھ پیو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پیو'' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ دودھ پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: ''اور پیو'' آپ رضی اللہ عنہ نے پھر دودھ پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے رہے ''پیو'' اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیتے رہے۔

یہاں تک کہ انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میرے میں اب مزید دودھ پینے کی گنجائش

نہیں ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی دودھ لے لیا اور خود نوش فرمایا۔[1]

قصہ نمبر ۶ ﴿متاعِ بیش بہا سے شکم سیری﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سخت بھوک کی حالت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد تسبیحات پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

جب وہ فارغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے قریب گئے اور عرض کیا کہ مجھے قرآنِ مجید کی چند آیتیں پڑھا دیجئے۔ فرماتے ہیں کہ میرا مقصد یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے کھانے کی دعوت دیں گے۔ (لیکن) انہوں نے (صرف اتنا کہا کہ) مجھے سورہ آل عمران کی چند آیتیں پڑھا دیں۔"

پھر دونوں حضرات وہاں سے اٹھ کر چل پڑے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے قریب پہنچے تو وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دروازے پر چھوڑ کر گھر میں داخل ہو گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ کپڑے بدلیں گے اور انہیں کھانے کے لیے بلائیں گے۔" لیکن جب کافی دیر گزر گئی تو آپ رضی اللہ عنہ واپس ہونے لگے تو سامنے سے دیکھا کہ "سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب پہنچ کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے باتیں کرنے لگے اور فرمایا:

"ابو ہریرہ! تمہارے منہ سے یہ سخت بو کیسی آ رہی ہے، ایسا لگتا ہے کہ تم روزے سے ہو۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "جی ہاں یا رسول اللہ! میں بغیر افطار کے مسلسل روزے سے ہوں اور کوئی ایسی چیز میرے پاس نہیں ہے کہ میں اس سے روزہ افطار کر سکوں۔"

---

[1] رواہ البخاری کتاب الاطعمہ (۴۹۵۶) کتاب الاستئذان (۵۷۷۷) و احمدؒ باقی مسند المکثرین (۱۰۲۶۳) والترمذی کتاب صفۃ القیامہ (۲۴۰۱)، والحاکمؒ وفی سیر العلام النبلاء (۲/۴۷۷)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: ''میرے ساتھ چلے آؤ''

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلتے گئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک سیاہ فام باندی کو پکارا اور اس سے فرمایا کہ: وہ پیالہ لے آؤ۔

وہ پیالہ لے آئی۔ اس میں کچھ تھوڑا سا بچا ہوا کھانا تھا۔ شاید وہ جَو کی پکی ہوئی کوئی چیز تھی۔ پیالہ میں جو کھانا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تناول فرما چکے تھے البتہ تھوڑا بہت کناروں کے ساتھ لگا ہوا باقی رہ گیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ پڑھی اور نبوت کا بچا ہوا کھانا سمیٹ سمیٹ کر کھانے لگے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ اسی متاعِ بیش بہا سے شکم سیر ہو گئے۔[1]

قصہ نمبر ۷ ﴿قناعت﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سخت فقر و افلاس کے باوجود حریص نہ تھے اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ جو کچھ کھانے کو مل جاتا اسی پر قناعت کرتے تھے۔ جب کچھ بھی نہ ملتا تو روزہ رکھ لیتے تھے۔ ایک دن صبح کے وقت ان کے پاس پندرہ کھجوریں تھیں۔ انہوں نے پانچ کھجوروں سے روزہ افطار کیا، پانچ سحری کے وقت کھا کر روزہ رکھ لیا اور پانچ روزہ افطار کرنے کے لیے باقی رکھ لیں۔[2]

قصہ نمبر ۸ ﴿کھجوروں کی تھیلی﴾

دوسرے اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کوئی معین اور مستقل ذریعہ معاش نہیں رکھتے تھے۔ چونکہ قوت لایموت اور دوسری ضروریات زندگی کی طرف سے بالکل خالی الذہن اور بے پرواہ ہو کر دائمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات گرامی

---

[1] طبقات ابن سعد ۲/۵۳، تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۲، البدایہ والنہایہ ۸ ص ۱۱۰ رواہ البخاری کتاب الاطعمہ (۴۹۵۶) والترمذی کتاب صفۃ القیامۃ (۲۴۰۱) واحمد (۱۰۲۶۳)۔

[2] البدایہ والنہایہ ۸/۱۱۲۔

سننے کے لیے شب و روز بارگاہ نبوت (علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیمات) میں بیٹھے رہتے تھے۔ اس لیے بسا اوقات فاقے پہ فاقے گزرتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا کہ شکم سیر کھانے کو مل گیا ہو۔

لیکن ایک دفعہ انہیں اپنی فاقہ کشی دور کرنے کی عجیب ترکیب سوجھی۔ آستانہ نبوت میں کچھ کھجوریں لے گئے اور التماس کی:

"یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان میں برکت کی دعا کر دیجیے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کھجوروں کو لے کر اکٹھا کیا اور برکت کی دعا کر کے ان سے فرمایا کہ:

"ان کو لے جا کر اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور جب ضرورت ہو، ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو لیکن اس کو نہ کبھی الٹنا نہ کبھی جھاڑنا۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے ان کھجوروں کو ایک تھیلی میں رکھ لیا اور جب خواہش ہوتی اس تھیلے میں سے کھجوریں نکال کر خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔

اس طرح انہوں نے اس تھیلے میں سے بیس من کھجوریں نکال کر فاقہ کش مسکینوں میں تقسیم فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس تھیلی کو متاع گراں مایہ کی طرح ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آخر پیشوائے امت علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال پر ملال کے تقریباً چھبیس سال بعد یعنی اس روز جبکہ ۳۵ ہجری میں امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا، سوئے اتفاق سے وہ تھیلی الٹ گئی، کھجوریں گر کر تھیلی خالی ہوگئی اس روز سے کھجوریں برآمد ہونا بھی بند ہوگئیں۔[1]

بظاہر یہ روایت ان روایات سے متعارض معلوم ہوتی ہے جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فقر و فاقہ کا حال بیان کیا گیا ہے۔ ان میں تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ "کھجوروں میں برکت کی دعا کا واقعہ اواخر عہد رسالت میں پیش آیا ہوگا۔"

[1] رواہ الترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی ہریرہ (۳۷۷۴) واحمد باقی مسند المکثرین (۸۲۷۴)

قصہ نمبر ۹ ﴿راہ علم میں قربانی﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شدت بھوک نے اس قدر ستایا کہ آپ رضی اللہ عنہ شدت بھوک کی وجہ سے غش کھا کر گر پڑے اور منبر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان کافی دیر تک پڑے رہے۔ پاس سے گزرنے والے لوگوں نے دیکھا تو سمجھے شاید کسی مرض کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے ہیں یا جنون یا آسیب زدہ ہیں چنانچہ وہ لوگ اپنے پاؤں (بطور علاج کے) آپ رضی اللہ عنہ کی گردن پر رکھنے لگے۔ ایک شخص ایک دفعہ اس حالت میں ان کے پاس بیٹھ کر انہی خیالات کا اظہار کر رہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آ گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:

''بھائی! وہ بات نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو، میری یہ حالت تو صرف بھوک کی شدت کی وجہ سے ہوتی ہے۔''[۱]

قصہ نمبر ۱۰ ﴿خدمتِ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمی سرچشمے سے کسب فیض کے ساتھ ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر قسم کی خدمت نہایت ذوق وشوق سے انجام دیتے اور اسے اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔ خود ان سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب استنجے کو جاتے تھے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی لا کے دیتا تھا۔ پانی کے برتن ''تورا'' (میں جو کانسی یا پتھر سے بنا ہوا ایک برتن ہوتا تھا) یا رَکوہ میں (یعنی چمڑے کے چھوٹے مشکیزے میں) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے طہارت حاصل کرتے تھے۔ پھر اپنے ہاتھ کو زمین کی مٹی پر ملتے تھے پھر میں پانی کا دوسرا برتن لاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے وضو فرماتے تھے۔[۲]

---

۱ رواہ البخاری کتاب الاعتصام، طبقات ابن سعد (۲/۵۳) سیر اعلام النبلاء (۲/۴۲۶)

۲ السنن لامام ابی ابوداود

قصہ نمبر ۱۱ ﴿نشہ آور چیز حرام ہے﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ کھجوریں کدو کے برتن میں بھگو دیں اور جب افطار کا وقت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کا یہ شیرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو وہ شیرہ جوش مار رہا تھا اور اس میں نشہ کی کیفیت پیدا ہو چکی تھی۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو دیوار پر مارو، اس کو تو وہ شخص پیتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر یقین نہ رکھتا ہو۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نیت یہ تھی کہ افطار کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ مشروب پیش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راحت پہنچائی جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ مشروب جوش مار گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پھینکنے کا حکم دیا۔

قصہ نمبر ۱۲ ﴿آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے قبول اسلام کا دلچسپ واقعہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ سے بے حد محبت تھی اور وہ ان کی خدمت اور اطاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے۔ ماں بھی فرمانبردار فرزند پر جان چھڑکتی تھیں لیکن جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ماں نے بیٹے کا ساتھ نہ دیا کیونکہ انہیں اپنا آبائی مذہب (بت پرستی) ترک کرنا کسی صورت بھی گوارا نہ تھا تاہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ادب واحترام میں کوئی کمی نہ کرتے اور برابر دل وجان سے ان کی خدمت بجالاتے۔

مدینہ منورہ پہنچ کر بھی آپ رضی اللہ عنہ اپنے آبائی مذہب پر سختی سے کاربند ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کے شرک کی وجہ سے دل ہی دل میں کڑھتے رہتے اور ساتھ ساتھ انہیں اسلام قبول کرنے کی حکمت وبصیرت کی ترغیب بھی دیتے رہتے۔ آخر ایک دن بی بی امیہ کے نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہونے کا وقت آ ہی گیا۔

---

[1] السنن للامام ابی ابوداؤد

ابو کثیر یزید بن عبدالرحمٰن اعمٰی کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: ’’خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے جس مومن کو پیدا کیا ہے اور وہ میرے متعلق سنتا ہے اور مجھے دیکھتا نہیں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، ابو کثیرؒ نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری ماں مشرکہ عورت تھی اور میں اسے دعوت اسلام دیا کرتا تھا اور وہ میری بات نہیں مانتی تھی۔ ایک روز میں نے اسے دعوت دی تو اس نے مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسی باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا تھا، میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنی ماں کو دعوت اسلام دیا کرتا تھا اور وہ میری بات نہیں مانتی تھی اور آج میں نے اسے دعوت دی ہے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مجھے وہ باتیں سنائیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے (اور حلقہ اسلام میں داخل کردے)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت دعا کی، ’’الٰہی ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے‘‘۔ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعا فرمانے کے بعد) میں دوڑتا ہوا باہر نکلا کہ اپنی ماں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی بشارت سناؤ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے کی ہے۔ پھر جب میں اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے اور اندر سے پانی کے گرنے اور پاؤں پڑنے کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ (آپ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ والدہ غسل کررہی ہیں) کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ کہنے لگیں: اے ابو ہریرہ! تو جیسا ہے ویسا ہی رہ۔ پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو وہ غسل کے بعد دوسرے کپڑے پہن چکی تھیں لیکن سر پر دوپٹہ نہیں لیا تھا، جلدی جلدی اپنا دوپٹہ اوڑھا جونہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گھر کے اندر قدم رکھا ماں نے کہا:

﴿اشهد ان لا اله الا الله وأشهد أنّ محمّدا عبدهٗ ورسولهٗ﴾

ترجمہ ''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے بے خود ہو گئے۔ فرماتے ہیں کہ میں جس طرح غم کے باعث روتا ہوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تھا اب اسی طرح خوشی کے ساتھ روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! بشارت ہو آپ خوش ہو جائیے کہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت بخش دی ہے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اب میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ استدعا کی۔

''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے اور میری ماں کو اپنے مومن بندوں اور مومن بندیوں کا محبوب بنا دے۔''

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخواست کو بھی قبول فرماتے ہوئے دعا کر دی۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس مومن کو بھی پیدا کیا اور وہ میرے متعلق سنتا ہے اور مجھے نہیں دیکھتا یا میری ماں کو دیکھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔[1]

قصہ نمبر ۱۳ ﴿بحرین کا سفر﴾

ابن سعد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین کے سفر پر روانہ ہوئے تو دوران سفر حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے، آپ مجھے بتائیں کہ بحرین میں آپ کس کام کا ذمہ لیں گے؟''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ''آپ مجھے اذان دینے کی ذمہ داری

---

[1] البدایہ والنہایہ ۸/ ۹۲۱، ۹۲۱، ۹۲۲، طبقات ابن سعد ۴/ ۵۵، سیر الصحابہ ج حصہ دوم

سونپ دیں لیکن آپ آمین کہنے میں مجھ سے سبقت نہیں کریں گے۔" حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری ان کو دے دی۔[۱]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین میں حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مؤذن تھے۔ انہوں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ وہ صفیں سیدھی کرنے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مصروفیت کا لحاظ رکھیں گے اور نیت باندھنے میں جلدی نہیں کریں گے تا کہ وہ امام کے ساتھ آمین کہنے کی سعادت سے محروم نہ ہوں۔[۲]

قصہ نمبر ۱۴ ﴿ایں سعادت بزور بازو نیست﴾

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانیت کو اخلاق کا درس دینے والے تھے اور "خلقہ القرآن" کے مصداق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساری حیات مبارکہ حسن اخلاق سے معمور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو خود ان کے ساتھ چل کر انہیں رخصت فرماتے۔

ان خوش نصیبوں اور سعادت مندوں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں جنہیں خود رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے الوداع فرمایا۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک خاص مہم پر مامور فرمایا۔ جب وہ چلنے لگے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بہ نفس نفیس انہیں الوداع کہا اور فرمایا، "میں تجھے اللہ تعالیٰ کی امانت میں دیتا ہوں جس کی امانت کبھی ضائع نہیں ہوتی"۔[۳]

☆☆☆

---

۱ طبقات ابن سعد ۴/۳۶۰۔

۲ فتح الباری ۲/۲۱۷

۳ رواہ ابن ماجہ ۲/۵۴۳

قصہ نمبر ۱۵ ﴿واقعہ ایک سفر کا﴾

حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابو عثمان الہندی رحمہم اللہ بیان کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے اور جب وہ اترے تو انہوں نے توشہ دان رکھ دیا اور آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ان کے ساتھ کھانا کھائیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں روزے سے ہوں۔'' پھر جب وہ کھانے سے فارغ ہونے ہی والے تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آ کر کھانا شروع کر دیا۔ لوگ اپنے اس ایلچی کی طرف دیکھنے لگے جسے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا، اس نے ان لوگوں سے کہا: میں تمہیں اپنی طرف دیکھتے دیکھ رہا ہوں قسم ہے خدا کی! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا تھا کہ میں روزے سے ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: اس نے درست کہا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے:

''ایک ماہ کے روزے، صبر کے روزے ہیں اور ہر ماہ تین دن کا روزہ رکھ لیا ہے۔ پس میں اللہ کی تخفیف کی خاطر افطار کرنے والا ہوں اور اللہ کی تضعیف کی خاطر روزہ رکھنے والا ہوں۔''[۱]

قصہ نمبر ۱۶ ﴿کثرتِ روایتِ حدیث﴾

اسحٰق بن سعد نے بحوالہ سعید کے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بکثرت احادیث بیان کی ہیں۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! مجھے سرمہ دانی اور خضاب اس سے غافل نہیں کرتے لیکن میں نے دیکھا کہ میری حدیث نے آپ کو بکثرت احادیث بیان کرنے سے روک دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: شاید ایسا ہی ہو۔[۲]

---

۱ البدایہ والنہایہ (۸/۹۳۶)

۲ ایضاً (۸/۹۲۸)

قصہ نمبر ۱۷ ﴿جلا کر سزا دینا صرف اللہ کا حق ہے﴾

ایک دوسرے موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیگر چند حضرات کے ساتھ روانہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو (دشمن اسلام) آدمیوں کے نام لے کر فرمایا کہ اگر وہ تمہیں مل جائیں تو ان دونوں کو آگ میں جلا دینا۔

لیکن جب روانگی کا وقت آیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں فلاں فلاں کو جلانے کا حکم دیا تھا مگر آگ میں جلا کر عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اگر وہ تمہیں مل جائیں تو انہیں (تلوار سے) قتل کر دو[1]

قصہ نمبر ۱۸ ﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میدانِ جہاد میں﴾

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شام کے میدان جہاد میں پہنچ گئے۔ شام میں رومیوں اور مجاہدین اسلام کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سب سے خونریز جنگ ''جنگِ یرموک'' تھی۔ مؤرخ ابن عساکر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یرموک کی لڑائی میں شریک تھے۔[2]

یرموک کے خونریز معرکے میں رومیوں نے کئی موقعوں پر مسلمانوں پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ اگر حضرت معاذ بن جبل، حضرت حجاج بن عبد یغوث، حضرت عمرو بن طفیل، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جندب بن عمرو رضی اللہ عنہم اور ان جیسے دوسرے جانباز انہیں سنبھال نہ لیتے تو ان کے قدم اکھڑ گئے ہوتے۔

ایسے ہی ایک موقع پر جب رومی میسرے نے اسلامی میمنے پر تباہ کن حملہ کیا تو قبیلہ ''ازد دشمن'' کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہو گیا۔ بنو دوس، ازد ہی کا بطن تھا اس لیے اسلامی لشکر کے ازدی دستوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے دوسی مجاہدین

---

[1] رواہ البخاری ۱/۴۲۳ واحمد (۱۰/۲۰۶)

[2] سیرت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ص ۱۱۵ بحوالہ تاریخ دمشق ص ۴۲۹

بھی شامل تھے۔

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بڑی بے جگری سے رومیوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ وہ تلوار چلاتے جاتے تھے اور اپنے قبیلے کو للکارتے جاتے تھے کہ: خبردار! ازدیو! تمہاری وجہ سے مسلمانوں پر شکست کا داغ نہ آئے۔'' حضرت جندب ابن عمرو ازدی رضی اللہ عنہ نے اپنے جھنڈے کو زور سے ہلا کر بلند آواز سے کہا: ''اے قوم ازد! تم میں سے کوئی ہمیشہ زندہ نہ رہے، نہ اس وقت تک اپنے کو معصیت اور خواری سے بچا سکے گا جب تک وہ پوری استقامت کے ساتھ دشمنی کا مقابلہ نہ کرے گا، کان کھول کر سن لو..... کہ بھاگنے والے کے لیے ذلت ہے اور مرنے والے کے لیے شہادت.....!!

ان خونخوار لمحات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی آگے بڑھے اور اپنے قبیلے کو پوری جرأت سے للکار کر کہا:

''بہادرو! حوران جنت تمہاری منتظر ہیں، ان سے ملنے کے لیے اپنے کو آراستہ کرلو، اللہ تعالیٰ کا تقرب اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کمربستہ ہو جاؤ، جہاں تم اس وقت کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکی کی اس سے زیادہ پسندیدہ جگہ کوئی نہیں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی جرأتمندانہ اور مجاہدانہ للکار سن کر قبیلہ ازد کے بہادران کے گرد جمع ہو گئے اور پھر سب نے مل کر اس زور کا جوابی حملہ کیا کہ رومیوں کے قدم لڑکھڑا گئے۔[1]

قصہ نمبر ۱۹ ﴿پانچ لاکھ درہم بیت المال کے سپرد﴾

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بحرین سے اپنے ساتھ پانچ لاکھ کی رقم ساتھ لایا۔ اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ رقم پیش کی۔ تو انہوں نے پوچھا، یہ کتنا مال ہے؟ میں نے کہا، پانچ لاکھ۔ وہ متعجب ہو کر بولے: کیا تم جانتے ہو کہ پانچ لاکھ کتنے ہوتے ہیں؟ میں نے کہا، جی ہاں ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، اور ایک لاکھ۔

---

[1] سیرت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ص ۱۱۷ بحوالہ ''فاتح شام''۔

امیر المومنین نے کہا، (شاید) تم پر بے خوابی کے اثرات ہیں۔ اس وقت جاؤ صبح پھر آنا۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو میں حاضر ہوا اور کہا، امیر المومنین مجھ سے یہ مال لے لیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پوچھا، یہ کتنا مال ہے؟ میں نے کہا پانچ لاکھ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کیا یہ تمام رقم حلال ذرائع سے حاصل کی گئی ہے؟ میں نے کہا، میرے علم کے مطابق یہ تمام مال حلال کی آمدنی ہے۔

پس امیر المومنین نے (یہ رقم بیت المال کے لیے قبول کرتے ہوئے) اعلان کیا...... ''اے لوگو! بے شک اس وقت ہمارے پاس کثیر مال آیا ہے۔''[1]

قصہ نمبر ۲۰ ﴿امارت قبول کرنے سے انکار﴾

ایک دفعہ (امیر المومنین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسی جگہ امیر بنانا چاہا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ امارت کو ناپسند کرتے ہیں حالانکہ یوسف علیہ السلام نے جو آپ سے بہتر تھے، اس کے لیے اپنی خواہش ظاہر کی تھی۔

یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، یوسف علیہ السلام نبی ابن نبی تھے اور میں امیہ کا بیٹا ابو ہریرہ ہوں۔

میں پانچ باتوں کی وجہ سے امیر بننا پسند نہیں کرتا اور عہد امارت سے ڈرتا ہوں۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں۔

(۱) میں علم کے بغیر کوئی بات نہیں کہنا چاہتا۔

(۲) عقل و دانش کے بغیر فیصلہ صادر نہیں کر سکتا۔

(۳) میں ڈرتا ہوں کہ مجھے پیٹا جائے گا۔

(۴) مجھے ڈر ہے کہ مجھ سے مال چھینا جائے گا۔

(۵) مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ مجھے برا بھلا کہیں گے۔[2]

---

[1] کتاب الخراج از قاضی ابو یوسف ؒ ص ۴۸، ۴۱

[2] طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۶۱

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے ''البدایہ والنہایہ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انکار اور اس کی توجیہ کو یوں بیان کیا ہے:

''حضرت یوسف علیہ السلام تو خود نبی ہے اور نبی کے بیٹے تھے، میں امیمہ کا بیٹا ابو ہریرہ ہوں۔ میں یہ عہد قبول نہیں کرسکتا۔ میں دو اور تین سے ڈرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو اور تین کا کیا مطلب ہے۔ پانچ کیوں نہیں کہا ہے۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''دو چیزیں یہ ہیں کہ کہیں لاعلمی اور ناواقفیت کی بناء پر کوئی بات کروں یا بغیر غور وفکر کے کوئی فیصلہ کردوں۔ تین چیزیں یہ ہیں کہ میری پیٹھ پر کوڑے پڑیں، میرا مال ضبط کرلیا جائے یا مجھے رسوا کیا جائے۔''[1]

قصہ نمبر ۲۱ ﴿بطور قاضی کے فیصلے﴾

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض موقعوں پر کچھ مقدمات کے فیصلے کیے تھے۔ یہ فیصلے انہوں نے قاضی کی حیثیت سے کیے یا امیر کی حیثیت سے؛ اس کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ ایسی تو کوئی شہادت نہیں ملتی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ کسی خلیفہ نے ان کا تقرر قاضی کی حیثیت سے کیا ہو لیکن بعض کتابوں میں ان سے کچھ ایسے فیصلے منسوب ہیں جو ایک بااختیار امیر یا قاضی ہی کرسکتا تھا۔ اس قسم کے تین واقعات ہمارے پیش نظر ہیں۔

ابو محمد بن نعیم کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ اچانک حارث بن الحکم اندر آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ حارث کسی ذاتی کام کے لیے آیا ہے۔ اسی وقت ایک دوسرا شخص آیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا۔

''حارث بن الحاکم کے مقابلے میں میری مدد کریں۔''

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ اس شخص کا حارث بن الحاکم سے کوئی جھگڑا ہے۔ انہوں نے اسی وقت حارث بن الحاکم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اٹھو اور اپنے فریق مخالف کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔''[1]

قصہ نمبر ۲۲ ﴿اگر کوئی شخص فقیر ہو جائے؟﴾

عمر بن خلدہ سے روایت ہے کہ ہم ایک شخص کے بارے میں۔ جو دیوالیہ ہو گیا تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا میں وہی فیصلہ کروں گا۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص دیوالیہ ہو جائے یا مر جائے اور کوئی شخص بعینہ اپنا سامان اس کے ہاں پائے تو وہی شخص اس سامان کا زیادہ حقدار ہے۔[2]

قصہ نمبر ۲۳ ﴿حدِّ قذف کا حکم﴾

ابو میمون کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنا اونٹ مسجد کے باہر باندھ کر خود اندر چلا گیا۔ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے میرے اونٹ کی رسی کھول دی میں جب باہر آیا تو اس کی حرکت پر مجھے اس قدر غصہ آیا کہ میں نے اس کو ماں کی گالی دے دی۔ وہ شخص مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور اس نے سارا قصہ ان کے سامنے بیان کر دیا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ مجھ پر حد قذف جاری کی جائے۔[3]

قصہ نمبر ۲۴ ﴿وادی سینا کا سفر اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ وادی سینا کا سفر کیا اور کوہ طور (جبل موسیٰ) کی زیارت کی۔ محدثین نے یہ تصریح نہیں کی کہ وہ کس زمانے میں وہاں گئے البتہ قرائن

---

[1] دفاع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحوالہ اخبار القضاۃ ۱۱۳/۱

[2] ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۷ مسند احمد ج ۱۳ ص ۱۰۳

[3] دفاع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحوالہ اخبار القضاۃ ۱۱۱/۱

سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۳۲ ہجری سے پہلے کسی وقت وہاں گئے۔ اس سفر کا حال خود انہوں نے اس طرح بیان کیا ہے:

''میں (ایک دفعہ) کوہ طور کی طرف گیا۔ وہاں میری ملاقات کعب احبار سے ہوئی۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے میرے سامنے تورات میں سے کچھ بیان کیا اور میں نے ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کچھ احادیث بیان کیں۔ ان میں ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ان (تمام) دنوں میں جن میں آفتاب طلوع ہوتا ہے، بہترین دن جمعہ کا ہے۔ اسی روز آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا، اسی روز ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی دن وہ فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور کوئی ایسا چوپایہ ایسا نہیں ہے جو جمعہ کی صبح سے آفتاب طلوع ہونے تک کان لگائے ہوئے نہ ہو (یعنی قیامت کے ہولناک دن کا منتظر نہ ہو) مگر جن اور انسان اس سے غافل ہیں اور جمعہ کے دن ایک ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اس کو پالے اور اس میں نماز پڑھ کر اللہ سے دعا مانگے تو اللہ اس کی خواہش کو پورا کر دے گا۔ کعب احبار نے یہ سن کر کہا: یہ دن سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔ میں نے کہا بلکہ یہ ساعت ہر جمعہ میں ہوتی ہے۔ یہ سن کر کعب نے تورات کو پڑھا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (مدینہ واپس آکر) میں نے عبداللہ ابن سلام سے ملاقات کی اور کعب احبار سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کعب نے فرمایا تھا کہ یہ (دعا کی قبولیت والا) دن سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔ عبداللہ بن سلام یہ سن کر فوراً بولے: کعب نے جھوٹ کہا............ پھر میں نے کہا کہ کعب نے اس کے بعد تورات کو پڑھا اور کہا کہ وہ ساعت ہر جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کعب نے سچ کہا۔

اس کے بعد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس ساعت سے واقف ہوں۔ میں نے کہا تو پھر آپ مجھے بتائیں اور بخل نہ کریں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ساعت جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے۔

میں نے اس کی بات سن کر کہا کہ یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی کیونکر ہوسکتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان بندہ اس ساعت کو پائے وہ اس میں نماز پڑھتا ہو (یعنی نماز پڑھ کر دعا مانگے اور اس وقت جس کا تم نے ذکر کیا ہے نماز نہیں پڑھی جاتی۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں اپنی جگہ بیٹھا رہے وہ گویا حالت نماز میں ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے جواب میں کہا: ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ہی فرمایا ہے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز سے مراد یہی ہے کہ وہ نماز کا انتظار کرے۔[۱]

قصہ نمبر ۲۵ ﴿میری نظروں میں پھیکا رنگِ محفل ہوتا جاتا ہے﴾

پہلی صدی ہجری کے ساتویں عشرے کے اواخر میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوگئے یہاں تک کہ جانبری کی امید نہ رہی۔ لوگ عیادت کے لیے آتے تو وہ اس حالت میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے تاہم دنیا سے دل سرد ہو چکا تھا، حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے آئے۔[۱] اور رواج کے مطابق ان کی صحت کے لیے دعا کی کہ اے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو شفا عطا کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فوراً بولے:

اے اللہ! اب مجھے دنیا میں نہ لوٹا''۔

دو دفعہ یہ کلمات دہرائے۔ پھر حضرت ابوسلمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ابوسلمہ: ''تمہارے بس میں ہو تو مرنے سے دریغ نہ کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ دور نہیں جب لوگ موت کو سرخ سونے کے ذخیرہ سے زیادہ محبوب سمجھیں گے۔ تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ جب آدمی کسی مسلمان کی قبر

---

[۱] موطا امام مالک، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی۔

سے گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ اے کاش بجائے اس کے میں اس قبر میں مدفون ہوتا۔[۱]

قصہ نمبر ۲۶ ﴿فکرِ آخرت کا روشن چراغ﴾

مرض الموت میں محاسبہ آخرت کا خیال کر کے بہت روتے تھے۔ ایک دن لوگوں نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ تو فرمایا:

''میں اس دنیا کی دلفریبیوں کے چھوٹ جانے پر نہیں روتا میں تو اس لیے روتا ہوں کہ سفر طویل ہے اور زادِ راہ کم۔ میں اس وقت جنت اور دوزخ کے نشیب و فراز میں ہوں۔ معلوم نہیں کس راستے پر جانا پڑے۔ (بالفاظ دیگر مجھے معلوم نہیں کہ میری آخری منزل جنت ہوگی یا جہنم)''۔[۲]

قصہ نمبر ۲۷ ﴿وصیت﴾

جب آخری وقت آیا تو وصیت کی:

میری قبر پر خیمہ نہ لگانا، جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ چلنا اور جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب مومن کو چارپائی کے اوپر رکھا جاتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو اور جب کافر یا فاجر کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے کہاں لے جا رہے ہو، اگر میں نیکوکار ہوں گا تو ایک بوجھ تمہاری گردن سے اتر جائے گا۔[۳]

قصہ نمبر ۲۸ ﴿عبرت پذیری﴾

طالب علمی کے زمانے میں تن ڈھانپنے کے لیے پورے کپڑے بھی بمشکل میسّر آتے تھے۔ بعد کی زندگی میں بھی لباس عام طور پر سادہ ہوتا تھا۔ صرف دو رنگے ہوئے

---

[۱] طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۶۱ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۱۲

[۲] البدایہ والنہایہ (۸/ ۹۳۷) طبقات ابن سعد (۲/ ۶۲) سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ جلد ۳، حصہ دوم ۵۲)

[۳] الادب المفرد ص ۱۷۷، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۶۲ الاصابہ جلد ۷ ص ۲۰۶۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۱۲

کپڑے استعمال کرتے تھے۔ آسودگی کے زمانہ میں کبھی کبھی کتان وغیرہ کے قیمتی کپڑے بھی زیب تن کر لیتے تھے۔ غالباً یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے طور پر تھے۔ ایک دفعہ کتان کے (بیش قیمت) کپڑے میں ناک صاف کر کے (بروایت دیگر تھوک کر) فرمایا:

''واہ واہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! آج کتان کے کپڑے میں ناک صاف کرتے ہو ایک زمانہ وہ تھا جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان (بغیر پورے کپڑوں کے) پڑے رہتے تھے۔ لوگ آتے اور تجھے دیوانہ خیال کرتے حالانکہ تیری یہ حالت بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔''

سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ جناب بن عروہؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سیاہ پگڑی باندھتے دیکھا ہے۔[1]

قصہ نمبر ۲۹ ﴿سب سے پہلے جن کیلئے جہنم دہکائی جائے گی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر خشیتِ الٰہی کا بہت غلبہ تھا اور وہ خوف آخرت سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے تھے۔ شفیا الاصبحیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مدینہ منورہ آیا میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بہت سے لوگ جمع ہیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ میں بھی ان کے پاس جا کر ادب سے بیٹھ گیا۔ اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کر رہے تھے جب وہ حدیثیں سنا چکے اور لوگ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے عرض کیا:

''اے صاحب رسول! مجھے (بھی) کوئی ایسی حدیث سنایئے جس کو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو، سمجھا ہو اور جانا ہو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں ایسی ہی حدیث سناؤں گا۔ یہ کہا

---

[1] طبقات ابن سعد ۴ ص ۵۲، سیر اعلام النبلاء ۲ ص ۴۳۶) رواہ البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ (۶۷۷۹)، والترمذی کتاب الزہد عن رسول اللہ (۲۲۹۰)

اور چیخ مار کر بے ہوش ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو کہا میں تم کو ایسی حدیث سناؤں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت بیان فرمائی۔ جب میرے سوا کوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ تھا۔ یہ کہہ کر پھر چیخ ماری اور غش کھا کر منہ کے بل گر پڑے۔ میں بہت دیر تک ان کو سہارا دے کر بیٹھا رہا۔ جب ہوش آیا تو کہا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے کرے گا تو سب سے پہلے اس کے سامنے تین آدمی پیش کیے جائیں گے ایک قرآن کا عالم، دوسرا میدان جہاد میں لڑ کر مارا جانے والا اور تیسرا مال دار۔

اللہ تعالیٰ عالم سے پوچھے گا، کیا میں نے تجھے قرآن کریم کی تعلیم کی توفیق نہیں دی تھی۔

وہ کہے گا، ہاں میرے اللہ۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نے اس پر عمل کیا؟

وہ کہے گا میں دن رات اس کی تلاوت کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹا ہے، تلاوت اس لیے کرتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں سو ایسا ہوا اور تو نے لوگوں سے قاری کا خطاب حاصل کر لیا۔

پھر اللہ تعالیٰ مالدار سے سوال کرے گا کیا میں نے تجھے مال و دولت دے کر لوگوں کی احتیاج سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا؟

وہ کہے گا، بے شک میرے اللہ

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے یہ مال کیسے صرف کیا؟

وہ کہے گا: میں صلہ رحمی کرتا تھا، صدقہ و خیرات کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹا ہے، تیرا مقصد تو اس مال کے خرچ کرنے سے یہ تھا کہ لوگ تجھے بڑا سخی اور فیاض کہیں اور تیری آرزو کے مطابق لوگوں نے تجھے ایسا کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ میدان جہاد کے مقتول سے پوچھے گا کہ تو کیوں قتل ہوا؟ وہ کہے گا، اے اللہ! تو نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا۔ پس میں نے جہاد کیا اور مارا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے میری راہ میں جہاد نہیں کیا بلکہ اس لیے لڑا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور یہ خطاب تو لوگوں سے حاصل کر چکا۔

یہ حدیث بیان فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے زانو پر ہاتھ مارا کر فرمایا:

''ابو ہریرہ! سب سے پہلے ان تینوں کے لیے جہنم کی آگ کو دہکایا جائے گا۔'' [1]

(اللھم حفظنا)

قصہ نمبر ۳۰ ﴿آخرت میں محاسبے کا خوف﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حبشی خادمہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بہت پریشان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آکر اس کو مارنے اور تادیب کے لیے چابک اٹھایا لیکن خوف آخرت غالب آ گیا۔ چابک ہاتھ سے رکھ کر فرمانے لگے: اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ قیامت کے دن مجھ سے بدلہ لیا جائے گا تو میں اس چابک کے ساتھ تمہاری پٹائی کر دیتا جاؤ میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کیا۔ [2]

قصہ نمبر ۳۱ ﴿خوفِ آتشِ جہنم سے لرزاں﴾

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے عرض کیا: ابا جان لڑکیاں مجھے طعنے دیتی ہیں کہ تمہارے والد تمہیں زیور کیوں نہیں پہناتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے فرمایا: ''بیٹی ان سے کہو میرا باپ اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں مجھے جہنم کی آگ میں نہ جلنا پڑے۔'' [3]

قصہ نمبر ۳۲ ﴿نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے قلبی محبت﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ عقیدت اور محبت تھی۔

---

[1] رواہ الترمذی کتاب الزہد، ماجاء فی الریاء والسمعۃ عن شفیا الاصبحی ص ۶۱ ومسلم کتاب الامارۃ (۳۵۲۷) والنسائی کتاب الجہاد (۳۰۸۶) واحمد باقی مسند المکثرین (۷۹۲۸) وفی سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ جلد ۳ حصہ دوم (ص ۶۱، ۵۲)

[2] البدایہ والنہایہ (۸/۱۱۲)   [3] ایضاً (۸/۹۳۷)

وطن سے ہجرت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن اقدس سے ایسے وابستہ ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر ملال تک یہ حالت تھی کہ تھوڑی سی جدائی بھی شاق گزرتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ سے زیادہ وقت بارگاہ رسالت میں گزارتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت، معیت اور خدمت میں گزارنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر اس شخص سے بھی محبت کرتے تھے اور اسے دل وجان سے عزیز رکھتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے اپنے نواسے سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں اٹھایا اور فرمایا:

"الٰہی میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ اور اس کے محبوب رکھنے والے کو بھی محبوب رکھ۔"

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا: ذرا اپنے پیٹ پر سے کپڑا تو اٹھایئے جس پر اس جگہ بوسہ دوں گا جس جگہ کو چومتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ انہوں نے کپڑا اٹھایا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ناف پر بوسہ دیا۔[۱]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے پکار پکار کر کہتے تھے: لوگو آج جی بھر کر رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب دنیا سے رخصت ہو گیا۔[۲]

قصہ نمبر ۳۳ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عجیب واقعہ

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بات پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تنبیہ کے لیے چابک اٹھایا (لیکن پھر اسے رکھ دیا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ چابک مارتے تو یہ سزا میرے لیے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی بہتر ہوتی۔ مجھے امید ہے کہ میں مومن ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

۱ مسند احمد (۱۳/ ۱۹۵)

۲ تہذیب التہذیب (۲/۳۰۱)

دعا میرے حق میں مقبول ہے۔"[1]

قصہ نمبر ۳۴ ﴿دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بکری کے بھنے ہوئے گوشت کو کھانے سے انکار فرما دیا۔ وجہ پوچھی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی (تو میں کیونکر بھنا ہوا گوشت کھا سکتا ہوں؟[2]

قصہ نمبر ۳۵ ﴿زندگی گزارنے کا ایک اہم اصول: صلہ رحمی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبانہ روز فیض صحبت اور ایک ایسا مثالی مرد مومن بنا دیا تھا کہ وہ ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے۔۔ عبادات میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے تھے اور معاملات، اخلاق اور معاشرت میں بھی لفظ بہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل کا اتباع کرتے تھے۔ ساتھ ہی لوگوں کو بھی برابر اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ کسی کو کوئی خلاف سنت کام کرتے دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے اور جو کچھ اس بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوتا سنا دیتے۔

ایک دفعہ کسی مجلس میں تشریف لے گئے اور حاضرین مجلس سے فرمایا:

"ہم میں سے جس شخص نے اپنے اقارب سے قطع تعلق کر رکھا ہو وہ جا کر اس کا ازالہ کرے۔"

ان کی یہ بات سن کر کوئی شخص بھی نہ اٹھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوسری مرتبہ بھی یہی بات کہی کہ: ہم میں سے جس نے بھی اپنے رشتہ داروں سے تعلق منقطع کیا وہ جائے اور

---

[1] البدایہ والنہایہ (۸/۱۰۵)

[2] رواہ البخاری، کتاب الاطعمہ

اسے بحال کرے۔ دوسری بار بھی کوئی نہ اٹھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے تیسری بار یہ بات فرمائی تو ایک نوجوان جو اس مجلس میں حاضر تھا اٹھ کر چلا گیا۔

اس نوجوان نے دو سال سے اپنی پھوپھی سے قطع تعلق کر رکھا تھا۔ سیدھا پھوپھی کے پاس پہنچا۔ پھوپھی نے پوچھا: بھتیجے تم یہاں کیسے؟ کہنے لگا: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ سنے ہیں۔

پھوپھی نے کہا: جاؤ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھو کہ انہوں نے یہ الفاظ کیوں کہے ہیں؟

نوجوان تعمیل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس دوبارہ حاضر ہوا اور ان سے عرض کرنے لگا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے یہ الفاظ کس بنا پر کہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کے پچھلے پہر بارگاہ رب العزت میں پیش کیے جاتے ہیں جس نے کسی سے قطع تعلق کیا ہو، اس کے اعمال کو قبول نہیں کیا جاتا۔''[1]

قصہ نمبر ۳۶ ﴿اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثالی نمونہ﴾

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی۔ اس میں انہوں نے ''سورۃ الانشقاق'' پڑھی اور ساتھ میں سجدہ تلاوت بھی کیا۔ (جب نماز سے فارغ ہوئے تو) میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہاں سجدہ تلاوت کیوں کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سورۃ میں آیت واذا قُرِئَ علیهم القران لایسجدون'' [2] پڑھ کر سجدہ

---

[1] ادب المفرد ص ۳۰

[2] (ترجمہ آیت) اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو یہ وہ لوگ سجدہ نہیں کرتے''۔

تلاوت فرمایا تھا۔ اس لیے میں تو اس میں سجدہ تلاوت کرتا رہوں گا۔“ [۱]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی سجدہ نہ کرتا۔ [۲]

قصہ نمبر ۳۷ ”والد“ کا احترام

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دو شخص اکٹھے کہیں جا رہے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان میں ایک شخص سے پوچھا۔ تمہارا ساتھی کون ہے؟

اس نے عرض کیا: یہ میرے والد ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے والد کے ادب کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

”ان کا نام لے کر نہ بلایا کرو، ان کے آگے مت چلو، ان سے پہلے مت بیٹھو۔“ [۳]

قصہ نمبر ۳۸ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی فرمانبردار

عبید اللہ بن ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین مقرر کی اور خود مکہ مکرمہ چلا گیا۔ اس دوران میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھائی۔ چنانچہ انہوں نے دوران نماز پہلی رکعت میں سورۃ ”الجمعہ“ اور دوسری رکعت میں سورۃ ”المنافقون“ پڑھی۔

عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ نے جمعۃ المبارک کی نماز میں بالکل وہی سورتیں پڑھی ہیں کہ جو سورتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں جمعہ کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نماز جمعہ میں) یہ سورتیں پڑھتے ہوئے سنا تھا۔“ [۴]

---

۱ رواہ احمد (۱۲/۱۲۲) ۲ رواہ البخاری (۱/۱۴۶)

۳ ادب المفرد ص ۳۰ ۴ رواہ الترمذی (۱/۹۴)

قصہ نمبر ۳۹ ﴿اصولِ زندگی سکھلائے اس نے اہل عالم کو!﴾

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ میں ان کی عیادت کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کثرت کے ساتھ ان کی عیادت کے لیے آئے ہوئے ہیں کہ گھر لوگوں سے بھر چکا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے از راہ انکساری اپنے پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا:

''ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیکھ کر اسی طرح پاؤں سمیٹ لیے جیسا کہ اس وقت میں نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ: لوگ تمہارے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے، تم ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا، ان کو مبارکباد دینا اور علم سکھانا۔''[۱]

قصہ نمبر ۴۰ ﴿ہر مہینے کے تین روزے﴾

ایک دفعہ عثمان نہدی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ:

''آپ رضی اللہ عنہ نفلی روزے کیسے رکھتے ہیں؟'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''(میں رمضان المبارک کے پورے روزوں کے علاوہ) ہر مہینے کے آغاز میں تین روزے رکھتا ہوں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔''[۲]

قصہ نمبر ۴۱ ﴿پڑوسی کا حق﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس میں موجود لوگوں کو یہ حدیث سنائی:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جب تمہارا پڑوسی تم سے اپنا شہتیر تمہاری دیوار

---

[۱] رواہ ابن ماجہ باب الوصاۃ بطلبۃ العلم ص ۲۲

[۲] رواہ احمد (۱۲/۱۰۸) وفی البدایہ والنہایہ (۸/۱۱۲)

پر رکھنے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو۔"

یہ حدیث سن کر وہ لوگ چوں چرا کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا:

"کیا بات ہے؟ کہ تمہیں میں اس حدیث پر عمل کرنے سے گریزاں دیکھ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں اس حدیث کا پابند کر کے چھوڑوں گا۔"[۱]

متعلقہ مسئلہ

پڑوسی کے اس حق کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات اسے واجب قرار دیتے ہیں اور جبکہ بعض حضرات اسے مستحب فرماتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ پہلے مسلک کے حامی ہیں لیکن بقول امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ عام علماء کے نزدیک یہ کام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور استحباب کے درجہ میں تو ہے مگر کسی کو حکماً اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ حاکم یا قاضی کا فرض ہے کہ وہ اس کو واجب جانتے ہوئے فیصلہ کرے اور اگر ایک پڑوسی اپنی دیوار پر دوسرے پڑوسی کا شہتیر رکھنے کی اجازت نہ دے تو حاکم یا قاضی اسے حکماً اس بات پر مجبور کریں۔[۲]

قصہ نمبر ۴۲ ﴿وضو کی فضیلت﴾

حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد کی چھت پر وضو کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو شانوں تک دھویا۔

پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے لوگ اپنے بدن کے جو حصے وضو میں دھوتے ہیں وہ قیامت کے دن چمکیں گے۔ اس

۱

۲　رواہ احمد (۲۷۴/۱۲) ومعالم السنن

لیے تم لوگوں سے جہاں تک ہو سکے اپنے بدن کے حصوں کی چمک کو بڑھاؤ۔[۱]

متعلقہ مسئلہ

مذکورہ واقعہ میں بیان کردہ حدیث مبارکہ ایک فقہی مسئلہ سے متعلقہ ہے وہ یہ کہ سفیدی کو جسم کے زیادہ حصے تک پھیلانے کے لیے اعضاء وضو سے بڑھ کر دھونا کیسا ہے؟ اس کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

''شریعت کا مزاج یہ ہے کہ شریعت نے جو حدود متعین کر دی ہیں عام حالات میں ان حدود سے آگے بڑھنے کو ناپسند کیا گیا ہے، وضو کے باب میں بھی تین مرتبہ دھونے کو پسند کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ دھونے کو ''فقد اساء و ظلم'' (تحقیق اس نے گناہ اور ظلم کا ارتکاب کیا) قرار دیا ہے۔

روزہ کے اندر افطار غروب آفتاب کے وقت ہے، کوئی آدمی اس میں تاخیر کرے تو اس کو مکروہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ شریعت کی مقرر کردہ حد پر اس نے اضافہ کر دیا۔ سحری کا ایک وقت مقرر ہے اس میں تعجیل کرنے کو برا سمجھا گیا ہے کیونکہ مقدار صوم میں اپنی طرف سے اضافہ کر رہا ہے۔

اسی مزاج کے تحت صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آگے بڑھنا (یعنی اعضائے وضو کی فرضیت کی حدود سے آگے بڑھنا) پسندیدہ نہیں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے بنا بر احتیاط ایسا کرتے تھے اس واسطے ان کے لئے جائز تھا، کسی اور شخص پر بھی اس قسم کا غلبہ ہو اور وہ ان حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا کرے تو شاید اس کو ناجائز نہیں کہیں گے اس سے اس کو زیادہ بڑھانا اور مستحب کا درجہ دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا''۔[۲]

قصہ نمبر ۴۳ ﴿میں نے شکرِ خدا ادا کیا ہے﴾

ایک مرتبہ مضارب بن جزء رحمہ اللہ رات کو باہر نکلے تو کسی کے زور زور سے تکبیر کہنے کی آواز ان کے کانوں میں پڑی، جب قریب جا کر دیکھا تو وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۔ رواہ احمد (۲/۲۳۴) والبخاری (۱/ کتاب الوضوء باب: فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء عن نعیم المجمر

۳۔ انعام الباری (۲/ ۲۳۸، ۲۳۹)۔

تھے جو بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے۔

حضرت مضارب رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا: آپ اس وقت کیوں تکبیر کہہ رہے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ ایک وقت وہ تھا جب میں بسرہ بنت غزوان کے پاس پیٹ کے لیے روٹی پر ملازم تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھلایا کہ وہ میرے عقد میں آ گئی۔[۱]

قصہ نمبر ۴۴ ﴿تحدیث بالنعمت﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پر چپاتیاں آئیں، وہ چپاتیوں کو دیکھ کر رونے لگے اور کہنے لگے، اللہ اللہ آج ہم چپاتیاں کھاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی میں شاید ہی کبھی چپاتی کھائی ہو۔[۲]

ایک مرتبہ کتان کے دو رنگے ہوئے کپڑے پہنے، ایک سے ناک صاف کر کے کہا، ''واہ ابو ہریرہ! آج تم کتان کے کپڑے سے ناک صاف کرتے ہو، حالانکہ کل تمہاری یہ حالت تھی کہ منبر نبوی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بھوک کی وجہ سے گرے ہوئے ہوتے اور لوگ تمہیں پاگل سمجھتے۔''[۳]

قصہ نمبر ۴۵ ﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حق گوئی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حق بات کہنے میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ مروان بن الحکم کی امارت مدینہ کے زمانے میں (غلہ، کھجور وغیرہ کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں) ہنڈی کا رواج چل پڑا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ فوراً مروان کے پاس گئے اور اس سے کہا: تم نے سود حلال کر دیا!

---

۱ الاصابہ (۷/۲۰۶)

۲ رواہ ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الرقاق

۳ رواہ البخاری کتاب الاعتصام

مروان نے کہا: معاذ اللہ میں ایسا کیوں کرنے لگا......؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم نے ہنڈی کو رائج کر دیا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشیائے خوردنی کو اس وقت تک فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے جب تک پہلا خریدار ان کو ناپ نہ لے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ جرأتمندانہ اعلانِ حق سُن کر مروان نے ہنڈی کے ذریعے غلے وغیرہ کی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا۔[1]

قصہ نمبر ۴۶ ﴿سب سے بڑھ کر ظالم کون......؟﴾

ایک دفعہ امیر مدینہ مروان بن الحکم کے ہاں گئے تو اس کے مکان میں تصویریں آویزاں دیکھیں۔ (ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے مروان کو تصویر بناتے دیکھا)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے۔ اگر تخلیق کا دعویٰ ہے تو کوئی ذرہ غلہ یا جَو تو پیدا کر کے دکھائے۔[2]

قصہ نمبر ۴۷ ﴿فیاضی طبع﴾

فیاضی اور سیر چشمی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خاص وصف تھا۔ مدینہ منورہ میں اپنا مکان اپنے غلاموں کو کوئی معاوضہ لیے بغیر دے دیا تھا۔ اپنا مال بے دریغ راہ خدا میں لٹاتے رہتے تھے۔ صدقہ وخیرات کرنے میں روحانی مسرت محسوس کرتے تھے۔ ایک دفعہ مروان ابن الحکم نے انہیں سو دینار بھیجے۔ انہوں نے یہ سب کے سب اللہ کی راہ میں دے دیئے۔ دوسرے دن مروان نے انہیں کہلا بھیجا کہ کل جو دینار آپ کو بھیجے تھے وہ کسی اور کے لیے تھے۔ آپ کو غلطی سے چلے گئے یہ دینار واپس بھیج دیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پیغام

---

[1] رواہ مسلم کتاب البیوع باب البیع قبل القبض

[2] رواہ احمد جلد ۲ احادیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

لانے والے کے ذریعے جواب دیا کہ وہ دینار میں نے کسی (حاجت مند) کو دے دیئے ہیں۔ انہیں میرے وظیفے سے کاٹ لیجئے گا۔ دراصل مروان کا مقصد ان کو آزمانا تھا۔[1]

قصہ نمبر ۴۸ ﴿مہمان نوازی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو کھلا پلا کر بہت خوش ہوتے تھے۔ عبداللہ بن رباحؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ چند آدمیوں کا وفد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق گیا۔ اس وفد میں ہم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ دمشق کے قیام کے دوران ہمارا معمول تھا کہ ہم ایک دوسرے کو کھانے پر بلایا کرتے تھے۔ لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس معاملے میں ہم سب پر بازی لے گئے وہ سب سے زیادہ دعوت کرتے تھے۔[2]

قصہ نمبر ۴۹ ﴿ظرافت طبع﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علم وفضل اور وقار ومتانت میں تو کوئی کلام نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی وہ بڑے خوش مزاج اور زندہ دل تھے۔ امارت مدینہ کے زمانے میں خود لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر گھر لے جاتے تھے۔ ایک دن اسی حالت میں بازار سے گزر رہے تھے کہ راستے میں ثعلبہ بن ابی مالک القرظی ملے ان سے کہنے لگے:

''ابو مالک! اپنے امیر کے لیے راستہ کھلا چھوڑ دو۔''

انہوں نے کہا، اللہ آپ پر رحم فرمائے، راستہ تو آپ کے گزرنے کے لیے بہت کشادہ ہے۔'' (ہنستے ہوئے) فرمایا۔ (بھائی دیکھتے نہیں) تمہارا امیر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے ہے۔ اس کے لیے راستہ کھلا کر دو۔[3]

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۹۴۰

[2] مسند احمد بن حنبل ج ۲/ ۵۳۸ جلد ۲ ص ۶۰

[3] البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۳

قصہ نمبر ۵۰ ﴿قصہ ایک ضیافت کا﴾

حضرت ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی امارت مدینہ کے زمانے میں کبھی کبھی مجھے رات کے کھانے کی دعوت دیتے تھے۔ (اس دوران ہلکا پھلکا مزاح بھی ہوتا) چنانچہ ایک دفعہ کھانے کی دعوت دی اور کھانا کھاتے ہوئے ہنس کر کہا ''اپنے امیر کے لیے ہڈی تو باقی رہنے دو۔'' حالانکہ روٹی کے ساتھ ساتھ صرف روغن زیتون ہوتا اور گوشت کا نام ونشان موجود نہ ہوتا۔[۱]

قصہ نمبر ۵۱ ﴿کلام میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت کی کوئی حد نہایت نہیں تھی۔ وہ اکثر حدیث بیان کرتے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ ایسے والہانہ انداز میں کرتے جس سے ظاہر ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی عقیدت عشق کے درجے تک پہنچی ہوئی ہے اور ان کا جوش عقیدت الفاظ کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔

کبھی روایت کا آغاز ان الفاظ میں کرتے:

''میرے (بہترین۔ سب سے پیارے) دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (قال خلیلی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی ان الفاظ سے:۔

''میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (قال حبیبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کبھی پیرایہ آغاز کے الفاظ یہ ہوتے:

الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کبھی صرف اتنا کہہ پاتے۔ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں۔

کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لیتے ہی وہ غش کھا کر گر پڑتے اور بڑی مشکل سے حدیث بیان کرتے۔[۲]

---

[۱] طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۶۰

[۲] مسند احمد جلد (۱۳) البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۰۷۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۲ ص ۴۴۸)

قصہ نمبر ۵۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ غسل فرض ہونے کی حالت میں مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور چل پڑے لیکن جونہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ پہنچ کر ایک مجلس میں رونق افروز ہوئے ہوئے تو وہ چپکے سے اٹھ کر گھر پہنچے اور غسل کرنے کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا، ابھی تک تم کہاں تھے؟ انہوں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! میں نے غسل فرض ہونے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم نشینی کو اچھا نہیں جانا اور غسل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔''[1]

قصہ نمبر ۵۳ تکلیف انہیں پہنچے تڑپتے ہیں ہم

سن ۷ ہجری میں مسجد نبوی کی مرمت اور توسیع کا کام شروع ہوا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر اینٹیں ڈھونے لگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی زیادہ اینٹیں اٹھا رکھی ہیں کہ اینٹیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک تک پہنچی ہوئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اینٹوں کی کثرت کی وجہ سے تکلیف محسوس فرما رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو بے تاب ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''اے اللہ کے حبیب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ اینٹیں مجھے دے دیجئے میں پہنچا دیتا ہوں۔''

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رحمتہ العالمین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اینٹیں تو بہت ہیں جاؤ ان کے علاوہ اور اٹھا لاؤ یہ میرے لیے چھوڑ دو۔''

---

[1] صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

''جاؤ ان کے علاوہ اور لے آؤ تم اللہ تعالیٰ سے نیکیاں حاصل کرنے میں مجھ سے زیادہ حاجت مند نہیں!''[1]

قصہ نمبر ۵۴ ﴿علمی مقام﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وسعت علم کے بارے میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں علم کا ظرف قرار دیا ہے۔ ''علم میں ہر قسم کے علوم (قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ) شامل ہیں۔ یہ درست ہے کہ ان کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کبار آئمہ حدیث میں ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دوسرے علوم دینی میں دسترس نہیں رکھتے تھے۔ درحقیقت علم حدیث کے علاوہ وہ دوسرے علوم دینی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ البتہ ان کی علمی زندگی میں روایت و اشاعت حدیث کا پہلو سب سے نمایاں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مادری زبان عربی تھی۔ اس کے علاوہ آپ فارسی زبان بھی جانتے تھے اور اس میں روانی سے گفتگو کر لیتے تھے۔

ابو میمونہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک ایرانی عورت آئی جس کے ہمراہ اس کا (کمسن) بیٹا بھی تھا۔ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی تھی۔ اس عورت نے فارسی زبان میں کہا کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب وہ میرے اس بیٹے کو مجھ سے لینا چاہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی (فارسی) زبان میں جواب دیا کہ تم دونوں (مرد اور عورت) قرعہ اندازی کر لو۔

اتنے میں لڑکے کا باپ بھی آ گیا وہ کہنے لگا۔ میرے بیٹے پر کون حق جتا سکتا ہے؟

---

[1] مجمع الزوائد (۹/۲) تاریخ مدینۃ المنورۃ ۱۰۱۶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہ فیصلہ اس واقعہ کے پیش نظر کیا ہے کہ ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرا شوہر میرے بیٹے کو مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ میرا بیٹا مجھے فلاں کنویں سے پانی لاکر دیتا ہے اور میں دوسرے کام بھی اس سے لیتی ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں قرعہ اندازی کرلو۔

شوہر نے آکر عرض کیا: میرے بچے کا اور کون حق دار ہوسکتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا: یہ ہے تمہاری والدہ اور یہ ہے تمہارا والد، جس کا ہاتھ چاہو پکڑلو، بچے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر رخصت ہوگئی۔ یہ ساری گفتگو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فارسی میں کی۔[1]

قصہ نمبر ۵۵ ﴿میں آپ رضی اللہ عنہ سے ''علم'' کا سوال کرتا ہوں!﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سننے کا اس قدر شوق تھا کہ اس کی کوئی حد وانتہاء نہیں تھی۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد انہوں نے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ سفر ہو یا حضر، وہ اپنے وقت کا زیادہ سے زیادہ حصہ بارگاہ رسالت میں گزاریں۔ یوں ایک طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی سعادت حاصل کریں اور دوسری طرف زیادہ سے زیادہ ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دل ودماغ میں محفوظ کرلیں اور اس شوق کے سامنے دنیا کا مال وزر ان کی نظروں میں ہیچ تھا۔

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے اور لوگ مانگ مانگ کر اپنا حصہ لے جارہے تھے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے تھے۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! تمہارے ساتھی مال غنیمت کا سوال کرتے ہیں تم اس کا سوال کیوں نہیں کرتے؟''

---

[1] رواہ ابوداؤدؒ (۱/۵۳۰)

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ سے اس علم کا سوال کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔''[1]

قصہ نمبر ۵۶ ﴿پانچ سنہری اصول﴾

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''کون ہے جو مجھ سے یہ چند خاص باتیں سیکھ لے پھر وہ خود ان پر عمل کرے یا دوسرے عمل کرنے والوں کو بتائے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر ہوں۔ چنانچہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہ شفقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور گن کر یہ پانچ باتیں بتائیں، ارشاد فرمایا:

نمبر۱: ''جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں ان سے بچو اور ان سے پورا پورا پرہیز کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت بڑے عبادت گزار ہو گے۔

نمبر۲ اللہ تعالیٰ نے جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے اس پر راضی اور مطمئن ہو جاؤ اگر تم ایسا کرو گے تو بڑے بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے۔

نمبر۳ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو مومن کامل بن جاؤ گے۔

نمبر۴ جو تم اپنے لیے چاہتے ہو اور پسند کرتے ہو وہی چیز دوسرے لوگوں کے لیے بھی چاہو اور پسند کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو حقیقی مومن اور پورے پورے مسلمان بن جاؤ گے۔

نمبر۵ اور زیادہ ہنسا نہ کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''[2]

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۵۹۴/۲)

[2] رواہ احمدؒ والترمذیؒ

قصہ نمبر ۵۷ علم کی پیاس

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اشتیاق اور حرص حدیث سے پوری طرح آگاہ تھے۔ چنانچہ جب ایک موقع پر انہوں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے کون خوش بخت بہرہ مند ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! جب سے میں نے تمہاری حرص حدیث کا اندازہ کیا ہے تو مجھے یقین ہوا کہ تمہارے سوا کوئی دوسرا شخص اس بارے میں مجھ سے سوال نہیں کرے گا۔''[1]

قصہ نمبر ۵۸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین نصیحتیں

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابرِ رحمت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر جھوم جھوم کر برستا رہتا تھا۔ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بطور خاص کچھ وصیتیں فرماتے اور پھر ان کا اعلان کرنے کی ہدایت دیتے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ ان کو اندر آنے کی اجازت ملی تو وہ سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں مبارک لمبے کیے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''ابو ہریرہ! میرے قریب ہو جاؤ۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قریب ہو گئے۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: ''ابو ہریرہ! قریب ہو جاؤ۔''

---

[1] رواہ البخاری (۲۰/۱)

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور قریب ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تیسری مرتبہ قریب ہونے کے لیے ارشاد فرمایا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنا قریب ہو گیا کہ میرے پاؤں کی انگلیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس کی انگلیوں سے مل گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹھ جاؤ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ مجھے دے دو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر کا کنارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! میں تمہیں چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں تم انہیں نہ چھوڑنا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ارشاد فرمایئے۔''

چنانچہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نمبر۱ جمعہ کے دن غسل کرو، جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے جلدی جاؤ اور مسجد میں فضول باتیں نہ کرو۔

نمبر۲ ہر مہینہ میں تین روزے رکھو یہ تمہارے لیے تمام عمر کے (نفلی) روزہ رکھنے کے لیے کافی ہوں گے۔

نمبر۳ صبح کی سنتیں نہ چھوڑو اگرچہ پوری رات نماز پڑھتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ یہ ارشادات دہرائے پھر فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! چادر کھینچ لو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چادر کھینچ کر اپنے سینے سے لگالی اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! ان باتوں کو چھپاؤں یا عام لوگوں میں ان کا اعلان کروں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان کا اعلان کرو۔''[1]

---

[1] الاصابہ (۴/۲۰۸)

قصہ نمبر ۵۹ ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کے بارے میں سوال کیا تو بارگاہ ایزدی سے کیا جواب ملا؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے میں سمجھتا تھا کہ تم میری امت میں سے پہلے شخص ہو گے جو اس کے بارے میں پوچھو گے اس لیے کہ میں تمہارے اشتیاق علم سے آگاہ ہوں اس ذات کی قسم! جس کے تصرف میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے مجھے شفاعت کا حق حاصل ہونے کے بجائے یہ بات زیادہ عزیز تھی کہ میری امت کسی طرح جنت میں چلی جائے۔

میری شفاعت تو اس شخص کے لیے ہوگی جو دل و جان سے پورے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے اس کا دل زبان کی تصدیق کرتا ہو اور زبان دل کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ میری شفاعت کی عظیم ترین سعادت اس شخص کے حصہ میں آئے گی جو خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے۔"[1]

قصہ نمبر ۶۰ ﴿واقعہ نعلین﴾

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرداگرد حضرات اصحاب رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ ان حضرات میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر گزرنے کے بعد بھی واپس تشریف نہ لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوفزدہ ہوئے کہ کہیں ہم سے علیحدہ ہو کر

---

[1] رواہ احمد (۱۵/ ۲۰۸) فتح الباری (۱/ ۲۰۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے۔ (یعنی ان کی عدم موجودگی میں کسی دشمن کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے) اس خیال سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت مضطرب اور متفکر ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے گھبراہٹ کے عالم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چلتے چلتے انصار کے خاندان بنونجار کے ایک باغ کے پاس پہنچ گئے۔ وہ باغ ایک چار دیواری سے گھرا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے باغ کے چاروں طرف چکر لگایا تاکہ باغ کے اندر جانے کے لیے کوئی راستہ یا دروازہ مل جائے۔ لیکن کافی تلاش کے بعد بھی راستہ نہ ملا۔ آخر آپ رضی اللہ عنہ کو پانی ایک گول نالی (چھوٹی سی نہر) نظر آئی جو باہر کے ایک کنوئیں سے باغ کے اندر جاتی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ سمٹ کر اور سکڑ کر اس نالی کے شگاف سے باغ کے اندر داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ کے اندر رونق افروز تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا:

"ابو ہریرہ! آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہی ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم کیسے آئے ہو۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! آپ ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے پھر وہاں سے اٹھ کر چلے آئے اور جب دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہ لائے تو ہمیں ڈر ہوا کہ مبادا ہم سے علیحدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے اسی اندیشے سے گھبرا کر ہم سب چل پڑے اور سب سے پہلے گھبرا کر میں ہی نکلا تھا یہاں تک کہ اس باغ تک پہنچ گیا اور جب مجھے کوئی دروازہ نظر نہ آیا تو لومڑی کی طرح سمٹ، سکڑ کر اس شگاف میں سے کسی طرح گھس آیا ہوں اور دوسرے لوگ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں۔

رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نعلین (جوتے) مبارک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا:

''اے ابوہریرہ! میرے یہ جوتے لے جاؤ اور اس باغ سے نکل کر جو آدمی بھی تمہیں ایسا ملے جو دل کے پورے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔''

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارکین اور عظیم بشارت کو لیے وہاں سے نکلے اور اس ارادے کے ساتھ کہ ہر ملنے والے کو یہ عظیم خوشخبری سناؤں گا۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''تمہارے ہاتھ میں یہ دو جوتے کیسے ہیں؟'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارکین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ دے کر بھیجا ہے کہ جو کوئی بھی صدق دل سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والا مجھے ملے میں اس کو جنت کی بشارت اور خوشخبری سنادوں۔''

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا جس سے وہ سرین کے بل گر پڑے اور ان سے فرمایا۔ ''واپس چلو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس چلے گئے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے تشریف لے گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو پوچھا:
''ابوہریرہ! تمہیں کیا ہوا؟''

عرض کیا: عمر (رضی اللہ عنہ) مجھے راستے میں ملے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پیغام دے کر مجھے بھیجا تھا میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے میرے سینے پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ میں اپنی سرینوں کے بل گر پڑا اور مجھ سے کہا کہ چلو واپس چلو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:
''اے عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟''

انہوں نے کہا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نعلین دے کر اس لیے بھیجا تھا کہ جو کوئی دل کے یقین کے ساتھ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی شہادت دینے والا اس کو ملے وہ اس کو جنت کی بشارت دے دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں (میں نے ہی یہ کہہ کر بھیجا تھا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا نہ کیجئے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ بس شہادت پر ہی بھروسہ کر کے (سعی و عمل سے بے پرواہ ہو کر) بیٹھ جائیں لہٰذا انہیں اسی طرح عمل کرنے دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا انہیں عمل کرنے دو۔'' [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو روکنا ایسا عمل ہے جس پر انہیں مطعون نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بشارت کی خوشی میں مستغرق ہیں آسانی سے نہیں رکیں گے مارنا مقصود نہ تھا اور یہ سب کچھ بھی اس حیثیت سے کیا تھا کہ حضرت ابو ہریرہ کے مقابلے میں آپ کا مقام ایک استاد سے کم نہ تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو قائم رکھا۔

قصہ نمبر ۶۱ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بعض اوقات حدیث کی اشاعت اس طرح بھی کرتے تھے کہ کسی کو کوئی خلاف سنت کام کرتا دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے اور بتاتے کہ اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یا طریقہ سنت یہ ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو الشعثاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ موذن نے اذان کہی، اتنے میں ہم میں سے ایک آدمی مجلس سے اٹھا اور مسجد سے باہر چلا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور فرمایا: اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔ (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر جانے کی ممانعت فرمائی ہے) [2]

---

[1] صحیح مسلم [2] رواہ ابن ماجہ (۲۴۲/۱)، و مسلم و ابو داؤد، والترمذی والنسائی۔

قصہ نمبر ۶۲ ﴿زیب وزینت سے متعلق ہدایت﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک خاتون ملی اس کے پیراہن سے خوشبو کی لپٹ آرہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تم مسجد سے آرہی ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر پوچھا کیا تم نے مخصوص مسجد کے لیے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے پھر ہاں میں جواب دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ عورت جو مخصوص مسجد جانے کے لیے خوشبو لگاتی ہے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ غسل نہ کر ڈالے (یعنی غسل کر کے اس خوشبو کو دھو نہ ڈالے) [1]

شادی شدہ خاتون کی زیب وزینت (بناؤ سنگھار) صرف اس کے شوہر کے لیے ہونی چاہئے اگر عورت غیر شادی شدہ ہو تو اگرچہ اس کو زیب وزینت اختیار کرنے کی اجازت ہے مگر اس کے لئے غیر محرموں سے اجتناب کرنا سخت لازم ہے۔

قصہ نمبر ۶۳ ﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے!﴾

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازار سے گزرے اور لوگوں کو دنیاوی کاموں میں مشغول پایا تو ان کو پکار کر کہا:

اے اہل مدینہ! تم یہاں بیٹھے ہو اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگوں نے پوچھا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مسجد نبوی میں تقسیم ہو رہی ہے۔

لوگ بھاگم بھاگ مسجد نبوی علی صاحبہا السلام میں پہنچے۔ اس اثنا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں (بازار میں) کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد سب لوگ واپس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: کیا ہوا؟ (یعنی تم

---

[1] رواہ ابوداؤد (۱۲۱/۲)

لوگ میرے پاس واپس کیوں آ گئے ہو اور میراث نبوت کیوں نہیں حاصل کی؟)

لوگوں نے جواب دیا: ہم نے تو مسجد میں کوئی چیز تقسیم ہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا: کیا مسجد میں کوئی نہ تھا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! بہت سے لوگ تھے ان میں سے کچھ نماز پڑھ رہے تھے، کچھ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور کچھ حلال وحرام کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے تمہاری سمجھ پر افسوس ہے۔ (کہ اس پر بھی تم نہیں سمجھے) یہی تو تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی میراث ہے تم اور کیا چاہتے ہو۔''[1]

قصہ نمبر ۶۴ کثرتِ روایت کا عالم

بعض اوقات حدیث کا شوق رکھنے والے حضرات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وقت اور جگہ کا تعین کر کے حدیثیں سننے کے لیے حاضر ہوئے۔

حضرت مکحول الدمشقی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے طے کیا کہ وہ فلاں رات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعمیر کیے ہوئے فلاں قبہ میں آ کر ان سے حدیثیں سنیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مقررہ وقت وہاں تشریف لے گئے اور رات بھر لوگوں کو میراث نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم کرتے رہے۔[2]

قصہ نمبر ۶۵ کثرت روایت کا سبب

ایک دفعہ مروان بن الحکم کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کوئی بات ناگوار گزری تو اس نے غصہ میں آ کر کہا:

لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت کم رہے اس لیے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے تھوڑی ہی مدت پہلے مدینہ آئے۔''

---

۱ سیر اعلام النبلاء (۲/۲۳۷)، مجمع الزوائد (۱/۱۲۳)

۲ البدایہ والنہایہ (۸/۱۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

ہاں یہ درست ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں غزوۂ خیبر کے موقع پر حاضر ہوا اس وقت میری عمر ۳۰ سال سے کچھ اوپر تھی۔ پھر میں اس وقت تک سایہ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمرکابی میں حج کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شریک رہتا تھا اللہ کی قسم! میں دوسرے لوگوں سے زیادہ حدیثوں سے واقف ہوں۔[1]

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی کثرت روایت کا پس منظر یوں بیان کرتے ہیں۔

تم کہتے ہو! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ مہاجرین (صحابہ) ایسا نہیں کرتے۔ اللہ شاہد ہے حقیقت حال یہ ہے کہ مہاجرین اپنی زمینوں کی دیکھ بھال میں (کافی) وقت گزارتے تھے لیکن میں ایک مسکین آدمی تھا اپنا پیٹ بھرنے کے سوا مجھے دنیا کی کوئی چیز درکار نہ تھی۔ اس لیے مجھے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کا موقع میسر آتا۔ جب وہ غیر حاضر ہوتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو بھول جاتے تو میں یاد رکھتا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو اپنی چادر بچھائے اور پھر اسے سمیٹ لے ایسے شخص کو مجھ سے سنی ہوئی بات کبھی نہیں بھولے گی۔ میں نے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو ختم کی تو میں نے چادر کو سمیٹ لیا، اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ارشاد بھی سنا اسے کبھی نہیں بھولا۔“[2]

---

[1] البدایہ والنہایہ (۸/ ۱۰۸)، الاصابہ (۷/ ۲۰۵)

[2] فتح الباری جلد/ اص ۲۲۴ مسند احمد جلد (۱۲ص ۰ ۲۷)

قصہ نمبر ۶۶ ﴿ذہانت﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذہانت وفطانت کے ساتھ غیر معمولی قوت حافظہ بھی عطا کی تھی۔ شروع شروع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض ارشادات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذہن سے محو ہو جاتے تھے۔ یہ بات ان کے لیے سوہان روح تھی۔

چنانچہ وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! میں آپ سے بہت سی روایات سنتا ہوں لیکن (حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے (بعض) ارشادات بھول جاتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''چادر بچھاؤ۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے چادر بچھائی تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنا کر اس چادر میں ڈال دی۔ پھر فرمایا: کہ اس چادر کو لپیٹ کر اپنے سینے سے لگاؤ۔ میں نے اسے سینے سے لگا گیا اس کے بعد میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ارشاد نہیں بھولا۔''[۱]

علامہ ابو بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نسیان کی کمزوری باقی نہ رہی (حالانکہ تھوڑی یا زیادہ یہ کمزوری انسانی فطرت کا خاصہ ہے)۔ درحقیقت ایسا ہونا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا اور ایسے امور کا عقل انسانی احاطہ نہیں کر سکتی۔[۲]

قصہ نمبر ۶۷ ﴿ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یّشآء﴾

حضرت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''البدایہ والنہایہ'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

---

[۱] رواہ البخاری کتاب العلم (۱/۲۲)　[۲] قسطلانی (۱۰/۲۸۰)

''جو شخص چادر پھیلائے گا یہاں تک کہ میں بات ختم کروں اور پھر اس کو لپیٹ لے تو یہ شخص کبھی میری کوئی بات نہیں بھولے گا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چادر پھیلائی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بات ختم کی۔ اور میں نے چادر کو لپیٹ لیا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کے بعد کوئی روایت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی فرمائی ہوئی بات) مجھے نہیں بھولی۔''[1]

قصہ نمبر ۶۸ ''دوسی نوجوان'' تم پر سبقت لے گیا ہے......!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شدید خواہش تھی کہ انہیں ایسا علم نصیب ہو جائے جسے وہ کبھی نہ بھولیں۔ ایک موقع پر ان کی یہ خواہش عجیب انداز میں پوری ہوگئی۔ وہ اس طرح کہ ایک دفعہ کوئی شخص حبر الامۃ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: ''ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے دریافت کرو۔''

پھر خود ہی یہ واقعہ سنایا کہ ایک دن میں، ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور فلاں شخص مسجد نبوی میں بیٹھے دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس بیٹھ گئے ہم خاموش ہوگئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنا کام جاری رکھو، اس پر میں اور دوسرے شخص نے بآواز بلند دعا مانگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر ''آمین'' فرمایا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں یوں التجا کی:

''اے الٰہی! جو کچھ میرے ساتھی مجھ سے پہلے مانگ چکے ہیں وہ مجھے بھی عطا کر اس کے علاوہ میں تجھ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو کبھی فراموش نہ ہو۔''

---

[1] البدایہ والنہایہ (۱۰۵/۸)، رواہ احمد وفی الفتح الباری و رواہ البخاری کتاب العلم (۱۱۵) وفی کتاب المزارعۃ (۴۱۷۹) ومسلم کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہ والترمذی کتاب المناقب (۳۷۷۰) وابن ماجہ المقدمہ (۲۵۸) واحمد (۶۹۷۶)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا پر بھی حسبِ سابق آمین فرمایا۔ پھر میں اور میرے دوسرے ساتھی نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! ہم بھی ایسے علم کا سوال کرتے ہیں جو فراموش نہ ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''دوسی نوجوان (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) اس بارے میں تم پر سبقت لے گیا ہے۔''

(یعنی وہ تو اس دوسی نوجوان کے حصہ میں آچکا ہے)۔[1]

قصہ نمبر ۶۹ قوتِ حافظہ

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دوسرے صحابی سے ملے تو ان سے دریافت کیا کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گزشتہ رات عشاء کی نماز میں کون سی سورۃ پڑھی تھی؟

انہوں نے جوب دیا: مجھے تو معلوم نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تم نماز میں سریک نہیں تھے؟

انہوں نے کہا: شریک تو تھا۔

اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں سورۃ تلاوت فرمائی تھی۔''[2]

قصہ نمبر ۷۰ حفظِ حدیث کا امتحان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حفظ احادیث کو عبادت کا درجہ دیتے تھے اور اپنے قوی حافظہ اور سنی ہوئی احادیث کے اعادہ و تکرار کی بدولت وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے بڑھ کر حافظ حدیث ہوگئے تھے۔

---

[1] تہذیب التہذیب (۱۲/۲۶۶) الاصابہ (۴/۲۰۸)، البدایہ والنہایہ (۸/۱۱۱)، فتح الباری (۱/۲۲۶) سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ جلد ۳ حصہ دوم (ص ۵۶)

[2] ابن عساکر (۴۷/۴۸۹)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے کا واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ کے امیر مروان بن حکم نے حفظ حدیث کے معاملے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا امتحان لینا چاہا۔

اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنے ایک معتمد یا کاتب ابوالزعیزعہ کو پردے کے پیچھے بٹھا دیا اور اسے حکم دیا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو احادیث پوچھوں اور وہ جس طرح انہیں روایت کریں تم ان کو لکھتے جاؤ۔

پھر اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو مروان نے حسبِ ارادہ آپ رضی اللہ عنہ سے حدیثیں پوچھنا شروع کیں۔ مروان احادیث پوچھتا جاتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث بیان فرماتے جاتے اور ابوالزعزعہ ان احادیث کو درپردہ لکھتا جاتا تھا۔

ابوالزعیزعہ کا بیان ہے کہ ''میں نے تمام بیان کردہ احادیث لکھ لیں اور نشست برخاست ہوگئی اور بات آئی گئی ہوگئی۔

ٹھیک ایک سال گزرنے کے بعد مروان نے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور مجھے پس پردہ احادیث لکھنے کے لیے گزشتہ سال کی طرح بٹھا دیا۔ چنانچہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی احادیث مبارکہ دوبارہ پوچھنا شروع کیا جو پچھلے سال پوچھ چکا تھا اور جنہیں میں نے لکھ لیا تھا۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جواب دیتے رہے اور میں پچھلے سال کی لکھی ہوئی احادیث دیکھتا رہا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی کمی بیشی کے تمام احادیث اسی طرح بیان فرمائیں جس طرح کہ پچھلے سال بیان کی تھیں اور مروان نے تمام احادیث سُن لیں۔ یہاں تک کہ ان احادیث کی ترتیب میں بھی کوئی فرق نہ آنے پایا۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: ''انہوں نے نہ کوئی زیادتی کی اور نہ کسی کلمہ کو آگے پیچھے کیا۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ ''انہوں نے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف (بھی) نہیں رکھا۔''[1]

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/۴۳۱، ۵۹۸)، الاصابہ (۴/۲۰۸)، البدایہ والنہایہ (۸/۱۰۶)

قصہ نمبر ۷۱ ﴿خودرائی سے اجتناب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں خودرائی اور علمی پندار کا شائبہ تک نہ تھا اور وہ اپنے کسی فتوے کو کبھی اپنی انا کا مسئلہ نہیں بناتے تھے۔ اگر ان کے کسی فتوے پر کسی طرف سے استدراک کیا جاتا اور جس بنیاد پر انہوں نے فتویٰ دیا ہوتا اس کے خلاف کوئی قوی دلیل یا شہادت پیش کر دی جاتی تو وہ اسے خوش دلی سے قبول کر لیتے اور اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے تھے۔

ایک دفعہ انہوں نے وعظ میں بیان کیا کہ اگر روزوں کے دنوں میں کسی کو صبح نہانے کی ضرورت پیش آ جائے (یعنی وہ حالت جنابت میں صبح کرے) تو اس دن وہ روزہ نہ رکھے۔ لوگوں نے جا کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل اس کے خلاف تھا۔ لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو امہات المومنین کے موقف سے آگاہ کیا تو انہوں نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے موقف سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ مجھ سے بہتر جانتی ہیں۔ میں نے یہ حدیث خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنی بلکہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنی تھی۔ گویا حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی حدیث کی بناء پر انہوں نے فتویٰ دیا تھا جس سے رجوع کر لیا کیونکہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی شہادت بہر صورت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے زیادہ معتبر تھی۔

بعض فقہاء کرام نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کی روایت کی یہ توجیہ کی ہے کہ شروع میں یہی حکم تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔[2]

---

[1] رواہ مسلم و مالک کتاب الصوم

[2] سیرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ص ۲۲۸ بحوالہ اخبار اہل الرسوخ فی الفقہ والحدیث۔

قصہ نمبر ۲۷ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں مقام

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (جو کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں) کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا:

''اے ابو محمد! کیا یہ یمنی شخص (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے؟ ہم تو اس سے ایسی روایات سنتے ہیں جو آپ اصحاب سے نہیں سنتے (کیا اس کی روایتیں واقعی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث ہیں یا) کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اپنی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کر کے بیان کر رہا ہو۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''خبردار اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی روایات سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنی۔''

وہ ایک مسکین انسان تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان تھے اور ہر دم بارگاہ رسالت میں حاضر رہتے تھے جبکہ ہم اہل و عیال اور مال و دولت والے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صرف صبح و شام حاضر ہوتے تھے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ انہوں نے ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو جو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سن سکے۔[1]

ایک دوسری روایت میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ منقول ہے کہ:

''ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ سنا وہ ہم نے بھی سنا مگر ہم بھول گئے اور اس نے یاد رکھا۔[2]

---

۱. رواہ الترمذی کتاب المناقب (۲/۲۴۷) رقم الحدیث (۳۷۷۲) انفرد بہ الترمذیؒ سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ جلد نمبر ۳/حصہ دوم ص ۵۵۔

۲. فتح الباری (۸/۷۷)

قصہ نمبر ۴۳ مقام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی نظر میں

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ منقول ہے کہ حضرت سلیم بن اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مدینہ منورہ آیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ (میزبان) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہوئی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات بیان کررہے تھے۔

مجلس برخاست ہونے کے بعد میں نے ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) سے کہا:

''اے ابو ایوب! آپ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کررہے ہیں حالانکہ آپ خود بارگاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایک مقام رکھتے ہیں۔ (اس لیے آپ خود اپنی طرف سے کیوں روایت نہیں کرتے؟)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ کچھ سنا جو ہم نہ سن سکے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو احادیث نہیں سنیں؛ مجھے بہت پسند ہے کہ میں ان کو ابو ہریرہ سے روایت کروں۔''[1]

قصہ نمبر ۴۴ حضرت عمر فاروقؓ کا آپؓ کی گواہی قبول کرنا

ایک دفعہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے۔ انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع کیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو جواب دیا: میں مسجد میں اشعار پڑھا کرتا تھا اور آپ سے بہتر شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہاں موجود ہوتے تھے۔''

پھر انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (جو وہاں موجود تھے) مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے اس موقع پر

---

[1] سیرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ص ۲۴۷ بحوالہ دفاع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحوالہ الرد القویم علی المجرم الاثیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے بارے میں یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ (اے حسان!) میری طرف سے مشرکین کو جواب دو، اے اللہ! اس کی تائید روح القدس سے فرما۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔"[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گواہی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

قصہ نمبر ۵۷ "گودنے" کی ممانعت

ایک دفعہ ایک گودنے والی عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں (حاضرین مجلس) سے پوچھا: کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گودنے کے بارے میں روایت سنی ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور عرض کیا: "اے امیر المومنین! میں نے اس بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت سنی ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "تم نے کیا سنا ہے؟"

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے عورتو! تم گودی مت لگاؤ اور نہ گودنے کے لیے کسی سے کہو۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گواہی (متعدد دوسرے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قبول کر لی۔[2]

☆☆☆

---

[1] رواہ مسلم (۲/۳۰۰)

[2] رواہ البخاری (۲/۸۸۰)

قصہ نمبر ۷۶ ﴿رحمت الٰہی کی دلیل﴾

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے لیے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ لے لیا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قافلہ حج میں شریک ہوگئے اور سعادت تمندوں کا یہ قافلہ سوئے منزل روانہ ہوا۔ دوران سفر راستے میں تیز ہوا یا آندھی چل پڑی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء سے دریافت کیا کہ کیا کسی کو اس تیز ہوا کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ارشاد یاد ہے؟ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو قافلے میں بہت پیچھے آرہے تھے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس سوال کا پتہ چلا تو وہ اپنی سواری کو تیزی سے ہانکتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے۔'' اور عرض کیا:

''مجھے آپ کے اس سوال کا علم ہوا، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''ہوا'' اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دلیل ہے۔''[1]

قصہ نمبر ۷۷ ﴿اب جتنی احادیث چاہیں بیان کریں......!﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میرے حدیث روایت کرنے کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے مجھے بلا کر فرمایا: ''جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فلاں شخص کے گھر گئے تھے تو کیا تم بھی وہاں موجود تھے؟ میں نے عرض کیا:

''جی ہاں! اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ یہ بات مجھ سے کیوں دریافت کر رہے ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اچھا بتاؤ میں نے یہ بات تم سے کیوں پوچھی ہے؟

میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز فرمایا تھا کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ

---

[1] رواہ احمد (۵۲/۱۴، رقم الحدیث ۷۶۱۹)

کر جھوٹ باندھا اس نے اپنا گھر دوزخ میں بنا لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا اگر آپ کو یہ بات معلوم ہے تو جایئے حدیثیں روایت کیجئے۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اب جتنی احادیث چاہو روایت کرو۔''[1]

قصہ نمبر ۷۸ ﴿سچی توبہ قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہے﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کہا کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں نے زنا کیا تھا جس سے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا پھر میں نے اس بچے کو قتل کر ڈالا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نے فرمایا: نہیں (تو نے دو بڑے گناہ کیے ہیں اس لیے) نہ تو تمہاری آنکھ کبھی ٹھنڈی ہو اور نہ تجھے شرافت و کرامت کبھی حاصل ہو۔ اس پر وہ عورت افسوس کرتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔

پھر جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی اور اس عورت نے جو کچھ کہا تھا اور آپ نے اسے جو جواب دیا تھا وہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے برا جواب دیا کیا تم یہ آیتیں:

﴿والذین لا یدعون مع اللہ الٰھاً اٰخر (سے لے کر) اِلّامَنْ تَابَ الخ"﴾ نہیں پڑھتے[2]

ترجمہ ''اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر، اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا کہ قیامت کے روز اس کا عذاب

---

[1] البدایہ والنہایہ (۸/ ۱۰۷)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۴۳۴) و ابن عساکر (۴۷/ ۴۸۷)

[2] الفرقان (۶۸ تا ۷۰)

بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا مگر جو (شرک و معاصی سے) توبہ کر لے اور ایمان (بھی) لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو (گزشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔''

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں اس عورت کو پڑھ کر سنائیں۔ اس نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری خلاصی کی صورت بنا دی۔''[1]

حضرت ابن جریر رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے آئے اور انہوں نے مدینہ منورہ کے تمام محلوں اور گھروں میں اس عورت کو ڈھونڈنا شروع کیا لیکن بہت ڈھونڈنے کے باوجود وہ عورت کہیں نہ ملی۔ اگلی رات کو وہ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا؛ وہ فوراً سجدے میں گر گئی اور کہنے لگی۔

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے لیے خلاصی کی صورت بنا دی اور جو گناہ مجھ سے سرزد ہو گیا تھا اس سے توبہ کا راستہ بنا دیا۔ اور اس عورت نے اپنی ایک باندی اور اس کی بیٹی آزاد کی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کی۔[2]

قصہ نمبر ۷۹ ﴿یہود کو دعوت اسلام﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: آؤ یہود کے پاس چلیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہود کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہا: اسلام لے آؤ سلامتی پا لو گے۔

---

[1] حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ (۳/۹۷) بحوالہ ابن ابی حاتم

[2] تفسیر ابن کثیر (۳/۳۲۸)

ان یہودیوں نے کہا: آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن پھر بھی تم لوگ اسلام لے آؤ سلامتی میں رہو گے۔ انہوں نے پھر کہا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پیغام پہنچا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن پھر بھی تم لوگ اسلام لے آؤ، سلامتی میں رہو گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھی طرح سمجھ لو زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اب میں تمہیں اس سرزمین سے جلا وطن کرنا چاہتا ہوں لہٰذا تم میں سے جس کی جو چیز بک سکتی ہے وہ اسے بیچ دے ورنہ اچھی طرح سمجھ لو یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔[1]

قصہ نمبر ۸۰ ﴿حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کی تصدیق کرنا﴾

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت حدیث بیان فرما رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ آپ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص جنازے میں شریک ہوا اس کو ایک ''قیراط'' (کے برابر ثواب) ملے گا اور جو شخص (میت کی) تدفین کے وقت بھی موجود رہا تو اس کو ''دو قیراط'' (کے برابر ثواب) ملے گا۔ اور ایک قیراط (بھی) احد (کے پہاڑ) سے بڑھ کر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''ذرا غور کیجئے! آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے کیا بیان کر رہے ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا۔

''میں آپ کو اللہ (تعالیٰ) کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کیا آپ (رضی اللہ عنہا)

---

[1] رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد رحمھم اللہ

نے یہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے؟ کہ "جو شخص کسی کے جنازے میں شریک ہوا تو اس کو ایک قیراط اور جو میت کی تدفین کے وقت بھی حاضر رہا تو اس کو دو قیراط ملیں گے اور ایک قیراط "اُحد" سے (بھی) بڑھ کر ہے۔"

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حق پر ہونا واضح ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے کھیتی باڑی اور تجارت وغیرہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سننے سے نہ روکا، میں تو ہر لمحہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک (ایک) کلمہ اور لفظ سیکھنے کا طلب گار اور خواہشمند رہتا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سکھائیں یا کھانے کے اس لقمے کا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کھلائیں۔"

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"اے ابو ہریرہ! واقعتاً آپ ہم سب میں سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کو اختیار کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو جاننے والے ہیں۔"[۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پودا لگا رہا تھا کہ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا لگا رہے ہو؟

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پودا لگا رہا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس سے بہتر پودا نہ بتاؤں؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا ان میں سے ہر کلمہ کے بدلے جنت میں ایک درخت لگ جائے گا۔"[۲]

☆☆☆

---

۱ رواہ البخاری، کتاب الایمان رقم الحدیث (۴۵) واحمد باقی مسند المکثرین (۴۲۲۱) وفی اسد الغابہ (۵/۳۱۶)

۲ رواہ ابن ماجہ والحاکم کذافی الترغیب (۳/۸۴)

قصہ نمبر ۸۱ منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خطاب

حضرت ابو یزید مدنی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو قرآن سکھایا اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا موقع عنایت فرما کر ابو ہریرہ پر بڑا احسان فرمایا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے خمیری روٹی کھلائی اور اچھا کپڑا پہنایا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے بنت غزوان سے میری شادی کرادی حالانکہ پہلے میں پیٹ بھر کھانے کے بدلے اس کے پاس مزدوری پر کام کرتا تھا اور وہ مجھے سواری دیا کرتی تھی اور اب میں اسے سواری دیتا ہوں جیسے وہ دیا کرتی تھی۔ پھر فرمایا: عربوں کے لیے ہلاکت ہو کہ ایک بہت بڑا شر قریب آ گیا ہے اور ان کے لیے ہلاکت ہو کہ عنقریب بچے حاکم بن جائیں گے اور لوگوں میں اپنی مرضی اور خواہش کے فیصلے کریں گے اور غصہ میں آ کر لوگوں کو ناحق قتل کریں گے۔[1]

قصہ نمبر ۸۲ اطاعتِ امیر

حضرت ابو حبیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جن دنوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں ان کے گھر گیا وہاں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں سے بات کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ وہ بیان کے لیے کھڑے ہوئے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے

---

[1] حیاۃ الصحابہ (۳/۵۲۹)

سنا کہ میرے بعد تم پر ایک بڑے فتنہ اور بڑا اختلاف ظاہر ہوگا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! ان حالات میں آپ ہمیں کیا کرنے کا حکم فرماتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''امیر اور اس کے ساتھیوں کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔'' یہ فرماتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔[1]

قصہ نمبر ۸۳ ﴿دو چیزوں کے طالب کبھی سیراب نہیں ہوتے!﴾

حضرت ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن شقیق تابعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ اس وقت لوگوں کے مجمعہ میں بیٹھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ مجھ سے اس کے متعلق کیوں پوچھتے ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سے کسی کو اس حدیث کے بارے میں اپنے سے زیادہ جاننے والا نہیں پاتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ (رضی اللہ عنہ) زمانے میں کسی کو کس چیز کا طالب نہیں پائیں گے یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس کا جی اس چیز سے بھر جائے گا؛ سوائے علم کے طالب کے یا دنیا کے طالب کے۔ (یعنی طالب علم حصولِ علم سے اور طالبِ دنیا حصولِ دنیا سے کبھی سیراب نہیں ہو سکتے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم کعب ہو؟'' جی ہاں'' حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں (بھی) تو اسی وجہ سے آیا تھا۔[2]

قصہ نمبر ۸۴ ﴿شیطان کا آیت الکرسی کی فضیلت بیان کرنا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے صدقہ فطر کی حفاظت میرے ذمہ لگائی۔ ایک دن ایک آدمی آکر اس میں سے لپیں بھر کر لینے لگا۔

---

۱ حیاۃ الصحابہ (۳/۵۳۰)

۲ رواہ الدارمی وانفرد بہ، کتاب المقدمہ (۲۸۶)

میں نے اسے پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میں محتاج ہوں اور مجھ پر بچوں کی ذمہ داری ہے اور مجھے بہت ہی زیادہ ضرورت ہے تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! آج رات تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے سخت ضرورت مند ہونے اور اہل وعیال کی شکایت کی تو مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غور سے سن لو! اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔''

اب چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ پھر آئے گا اس لیے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور ایسا ہی ہوا وہ پھر آیا اور لپیں بھر کر لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا: میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں محتاج ہوں مجھ پر بہت سے بچوں کی ذمہ داری ہے اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر پھر ترس آ گیا اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے سخت ضرورت مند ہونے کی اور بچوں کی شکایت کی تھی مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غور سے سن لو! اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔

اب چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ پھر آئے گا (اور اس کا ایک بار عملی مشاہدہ بھی ہو چکا تھا) اس لیے میں سمجھ گیا کہ وہ پھر ضرور آئے گا۔ چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ (اس بار بھی ایسا ہی ہوا) وہ شخص پھر آ گیا اور آ کر پھر لپیں بھر کر لینے

لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا (اب کی بار) میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ دو دفعہ تم کہہ چکے ہو کہ دوبارہ نہیں آؤں گا لیکن تم پھر آ جاتے ہو۔ اب تیسری مرتبہ ہے اور آخری مرتبہ ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے گا۔ (وہ کلمات یہ ہیں کہ) جب تم بستر پر لیٹا کرو تو آیت الکرسی "اللّٰہ لا الٰہ الاّھو الحی القیوم" آخر تک پڑھ لیا کرو۔ (اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) صبح تک اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ایک حفاظت کرنے والا فرشتہ مقرر رہے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں آ سکے گا میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔

صبح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حسبِ معمول حاضری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا:

"تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے چند ایسے کلمات سکھائے گا جن سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غور سے سنو! ہے تو وہ جھوٹا؟ لیکن تم سے اس نے بات سچی کہی ہے اور تم جانتے ہو کہ تم تین راتوں سے کس سے باتیں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ ایک شیطان ہے۔"[1]

قصہ نمبر ۸۵ ﴿تین بڑی مصیبتیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اسلام میں مجھ پر تین ایسی بڑی مصیبتیں آئی ہیں کہ مجھ پر ویسی مصیبت کبھی بھی نہیں آئی۔ ایک تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کا حادثہ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشہ ساتھ رہنے والا معمولی سا ساتھی تھا۔ دوسرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور تیسرے توشہ دان کا حادثہ۔

لوگوں نے پوچھا: (پہلی دو مصیبتیں تو سمجھ میں آتی ہیں لیکن) اے ابو ہریرہ! توشہ

---

[1] رواہ البخاری والترمذی وابو نعیم فی الدلائل (ص ۲۱۷) والطبرانی، وفی المشکوۃ (۱۸۵) مثل البخاری وفی الترغیب (۳/۳۳) مثل الترمذی بحوالہ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ (۳/ ۶۳۵)

دان کے حادثے کا کیا مطلب ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا: توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لے آؤ۔ میں نے کھجوریں نکال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر ہاتھ پھیرا اور برکت کے لیے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ میں دس آدمیوں کو بلا کر لایا چنانچہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں پھر اسی طرح دس دس آدمی آ کر کھاتے رہے یہاں تک کہ سارے لشکر نے شکم سیر ہو کر کھجوریں کھالیں اور توشہ دان میں پھر بھی کھجوریں بچ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! جب تم اس توشہ دان میں سے کھجوریں نکالنا چاہو تو اس میں ہاتھ ڈال کر نکالنا اور اسے الٹانا نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی میں اس سے کھجوریں نکال کر کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میرا سامان بھی لٹ گیا اور وہ توشہ دان بھی لٹ گیا۔[1]

قصہ نمبر ۸۶ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مشورہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فتنہ کے زمانے میں گھر میں محصور کر دیئے گئے تھے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"اے امیر المومنین! اب تو آپ کے لیے ان باغیوں سے جنگ کرنا بالکل حلال ہو چکا ہے۔ (لہٰذا آپ ان سے جنگ کریں اور انہیں بھگا دیں)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں اس بات سے خوشی ہو سکتی ہے کہ تم تمام

---

[1] رواہ البیہقی واحمد والترمذی رحمھم اللہ

لوگوں کو قتل کرو اور مجھے بھی؟ میں نے عرض کیا: ''نہیں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم ایک آدمی کو قتل کرو گے تو گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ (جیسے کہ سورۃ مائدہ آیت ۳۲ میں اس کا تذکرہ ہے) یہ سن کر میں واپس آ گیا اور جنگ کا ارادہ چھوڑ دیا۔[1]

قصہ نمبر ۸۷ حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مرض الوفات میں مروان ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: جب سے ہم آپ کے ساتھ رہ رہے ہیں اس وقت سے آج تک مجھے آپ کی کسی بات پر غصہ نہیں آیا بس اس بات پر غصہ آیا ہے کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

یہ سنتے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سمٹ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے۔ راستہ میں ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی وہ دونوں اپنی والدہ کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیزی سے چل کر ان کے پاس پہنچے اور فرمایا: میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پیاس کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے مشکیزہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر پانی دیکھا (لیکن اس میں پانی نہیں تھا) اس دن پانی بہت کم تھا لوگوں کو تھوڑا تھوڑا پانی مل رہا تھا۔ لوگ بھی پانی تلاش کر رہے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کیا: کسی کے پاس پانی ہے؟ اس اعلان پر ہر آدمی نے اپنے پیچھے اپنے مشکیزہ کو ہاتھ لگا کر دیکھا کہ اس میں پانی ہے یا نہیں لیکن کسی کو بھی پانی کا ایک قطرہ تک نہ ملا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اے فاطمہ رضی اللہ عنہا) ایک بچہ مجھے دے دو۔ انہوں نے پردے کے نیچے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بچہ دے دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچے کو لے کر اپنے سینہ سے لگایا وہ بچہ مسلسل روئے جا رہا تھا۔

---

[1] حیاۃ الصحابہ (۲/۵۰۶) بحوالہ ابن سعد والکنز

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک نکالی تو وہ بچہ اسے چوسنے لگ گیا اور چوستے چوستے چپ ہو گیا اور اب مجھے اس کے رونے کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ دوسرا بچہ بھی ویسے ہی رو رہا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دوسرا بچہ بھی مجھے دے دو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوسرا بچہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کو اٹھا کر اس کے ساتھ بھی ویسے ہی کیا چنانچہ وہ بھی چپ ہو گیا اور اب مجھے کسی کے رونے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا ''چلو'' چنانچہ ہم عورتوں کی وجہ سے اِدھر اُدھر چلے گئے۔ (تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عورتوں کے ساتھ ہمارا اختلاط نہ ہو۔ ہم لوگ وہاں سے چل دیئے اور) راستہ کے درمیانی حصہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ جا ملے۔

جب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ مشفقانہ رویہ دیکھا ہے تو میں ان دونوں سے کیوں نہ محبت کروں......! [1]

قصہ نمبر ۸۸ خدمتِ والدین کی فضیلت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا: ''تم اس بستی میں جانے کی تیاری کر لو جس کے رہنے والے بڑے ظالم ہیں۔ انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ وہ بستی فتح کر کے تمہیں دیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد خیبر جانا تھا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ''میرے ساتھ اڑیل سواری والا اور کمزور سواری والا ہرگز نہ جائے۔''

یہ اعلان سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جا کر اپنی والدہ سے کہا کہ میرا سامان سفر تیار کر دیجئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ کی تیاری کا حکم فرمایا ہے۔ ان کی والدہ نے کہا تم جا رہے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے بغیر اندر آ جا نہیں سکتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے نہیں رہ سکتا۔ ان کی والدہ نے انہیں

[1] حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ (۵۷۹/۲) بحوالہ الطبرانی

اپنے دودھ کا واسطہ دیا (لیکن آپ رضی اللہ عنہ نہ مانے) تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے چپکے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر ساری بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتادی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ تمہارا کام تمہارے بغیر ہی ہو جائے گا۔ (چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ واپس چلی گئیں)۔

پھر کچھ دیر بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا رخِ انور دوسری جانب پھیر لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں؟ ضرور آپ کو میری طرف سے کوئی بات پہنچی ہے جس کی وجہ سے آپ ایسا کر رہے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہاری والدہ نے تمہیں دودھ کا واسطہ دیا تھا لیکن تم نے پھر بھی اس کی بات کو نہ مانا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم اپنے دونوں والدین کے پاس یا دونوں میں سے ایک کے پاس رہو گے تو تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہیں ہو؟ آدمی جب والدین کے پاس رہ کر ان کی خدمت اچھی طرح کرتا ہے اور ان سے حسن سلوک کر کے ان کا حق ادا کرتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہی ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے دو سال بعد میری والدہ کا انتقال ہوا تو میں ان کے انتقال تک کسی غزوہ میں نہیں گیا۔[1]

قصہ نمبر ۸۹ "تولو اور جھکتا ہوا تولو"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بازار گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا بیچنے والوں کے پاس بیٹھ گئے اور چار درہم میں ایک شلوار خریدی، بازار والوں نے ایک (سونا چاندی) تولنے والا رکھا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تولو اور جھکتا ہوا تولو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شلوار لے لی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شلوار لے کر اٹھانی چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چیز کا مالک خود اسے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہوتا

---

[1] حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ (۶۱۰/۲) بحوالہ الطبرانی

ہے۔ہاں اگر وہ مالک اتنا کمزور ہو کہ اپنی چیز کو اٹھا نہ سکتا ہو تو پھر اس کا مسلمان بھائی اس کی مدد کرے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! آپ یہ شلوار پہنیں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' دن رات سفر وحضر یں پہنوں گا کیونکہ مجھے ستر ڈھانکنے کا حکم دیا گیا ہے اور مجھے اس سے زیادہ ستر ڈھانکنے والی کوئی چیز نہ ملی۔''[۱]

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تولنے والے سے فرمایا تولو اور جھکتا ہوا تولو۔ اس تولنے والے نے کہا میں نے یہ بات کسی اور سے نہیں سنی۔ میں نے اسے کہا: تیرے ہلاک ہونے میں اور تیرے دین کے بگاڑ کے لیے یہ کافی ہے کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا۔ یہ سن کر اس نے ترازو وہیں پھینکی اور کود کر اٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کو لے کر اسے بوسہ دینا چاہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا یہ کیا ہے؟ ایسے تو عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں اور میں تو بادشاہ نہیں ہوں، میں تو آپ لوگوں میں سے ہی ایک آدمی ہوں۔ چنانچہ اس نے جھکتا ہوا تولا اور اپنے تولنے کی اجرت لی۔[۲]

قصہ نمبر ۹۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور کتابتِ حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیثوں کے بارے میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ بھولنے یا الفاظ کے ردوبدل کے ڈر سے جو کچھ سنتے تھے اس کو قلمبند کر لیتے تھے۔ فضل ابن حسن اپنے والد حسن بن عمرو کا ایک واقعہ خود ان کی زبان سے سنا ہوا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک حدیث سنائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے لا علمی ظاہر کی۔ حسن نے کہا: میں نے یہ حدیث آپ ہی سے سنی ہے۔

فرمایا: اگر مجھ سے سنی ہے تو میرے پاس ضرور لکھی ہوگی، چنانچہ ان کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور ایک کتاب دکھائی جس میں تمام حدیثیں درج تھیں اسی میں وہ حدیث بھی

---

۱ حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ (۲/۷۰۷) بحوالہ الطبرانی

۲ حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ (۲/۷۰۷،۷۰۸)

تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اگر تم نے مجھ سے سنی ہے تو وہ ضرور لکھی ہوگی۔[1]

لیکن صحاح کی ایک روایت میں ہے جو خود ان ہی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ حدیث اس لیے جانتے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں گو نہیں لکھتے تھے مگر بعد کو ان کو بھی لکھنا ضروری معلوم ہوا۔[2]

قصہ نمبر ۹۱ ﴿خزانہ جنت کے حصول اور عذاب آخرت سے نجات کا راستہ﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے جو کہ مدینہ طیبہ میں تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! (یا اے ابو ہر!) کثرت سے مال جمع کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ اور یہ لوگ قیامت کے دن (آخرت کے اعتبار سے) مفلس ہوں گے مگر صرف وہ اہلِ ثروت جنھوں نے (دنیا میں) راہِ خدا میں مال خرچ کیا ہوگا۔ اور ان کی تعداد بہت کم ہوگی کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں ایک خزانے پر مطلع نہ کروں؟ (ایک روایت میں کہ ''جی ہاں'' میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ﴾

ترجمہ ''برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی میں لگنے کی توفیق نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی طرف۔''

(پھر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مستدرک حاکم (۳/۵۱۱)

[2] سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ ج ۳، حصہ دوم ص ۵۷۔

’’ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ (تعالیٰ) کا بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زیادہ جاننے والے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ (تعالیٰ) کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ ان میں سے جو اس پر عمل کرے اس کو عذاب نہ دے۔‘‘ (یعنی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے والوں کو عذاب سے بچالے)۔[1]

قصہ نمبر ۹۲ لباس پر تکبر کا عبرتناک انجام......!

حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ ابو رافع بیان کیا ہے کہ قریش کا ایک شخص اپنے لباس میں ناز و انداز کے ساتھ چلتا ہوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

’’اے ابو ہریرہ! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں، کیا آپ نے میرے اس لباس کے بارے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’بلاشبہ تم ہمیں اذیت دیتے ہو اور اگر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے (لیبیننه للناس ولا یکتمونه) مواخذہ نہ کیا ہوتا تو میں تم سے کوئی بات بیان نہ کرتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

’’میں نے حضرت ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص اپنے لباس میں ناز و ادا سے چل رہا تھا کہ اچانک اللہ (تعالیٰ) نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ اس میں دھنستا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ وہ تیری قوم کا آدمی تھا یا تیرے قبیلے سے تھا۔‘‘[2]

---

[1] رواہ احمد وانفرد بہ باقی مسند المکثرین (۱۰۳۷۶)

[2] البدایہ والنہایہ (۹۲۸/۸)

قصہ نمبر ۹۳ ﴿حاکمِ وقت کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خائف رہنا﴾

کثیر بن زید بحوالہ ولید بن رباح کے بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مروان سے کہتے سنا کہ خدا کی قسم تو والی نہیں ہے اور بلا شبہ والی کوئی اور ہے اور اسے چھوڑ دے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دفن کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ تو ایسی بات میں دخل اندازی کر رہا ہے جس سے تیرا کوئی واسطہ نہیں ہے اور تیرا مقصد اس سے اسی شخص کو راضی کرنا ہے جو تجھ سے غائب ہے۔'' یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔ ''مروان'' غصے کی حالت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف آیا اور کہنے لگا:

''اے ابو ہریرہ! لوگوں نے کہا ہے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بہت احادیث بیان کی ہیں حالانکہ تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (کی وفات) سے تھوڑا عرصہ قبل آئے تھے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں'' میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ۷ھ میں خیبر میں تھا اور اس وقت میری عمر تیس سال سے زیادہ تھی اور میں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہا یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال پُر ملال ہو گیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویوں کے گھروں میں گھومتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کرتا تھا اور خدا کی قسم میں اس وقت غریب تھا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور حج کرتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مل کر جنگیں کرتا تھا اور خدا کی قسم! میں لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث کو زیادہ جانتا ہوں اور خدا کی قسم! قریش اور انصار کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف ہجرت کرنے میں مجھ سے سبقت کر گئے تھے اور وہ میرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہنے کو جانتے تھے اور وہ مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کے بارے میں دریافت کرتے تھے۔

ان میں سے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر

(رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی تھے۔ خدا کی قسم! مدینہ (منورہ) کی کوئی حدیث اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرنے والا کوئی شخص اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں کوئی مقام حاصل تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ساتھی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے یار غار تھے۔ وغیرہ وغیرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کرتے ہوئے اسے باہر نکال دیا۔

آپ نے یہ بات مروان بن الحکم بن العاص پر تعریض کرتے ہوئے کہی۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو عبدالملک اور اس کے اشباہ نے اس کے متعلق مجھ سے دریافت کیا، بلاشبہ وہ میرے پاس اس کے متعلق بہت علم اور باتیں پاتے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس واقعہ کے بعد ''مروان'' ہمیشہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اجتناب کرتا رہا اور باوجود قدرت رکھنے کے آپ رضی اللہ عنہ سے باز رہا اور آپ رضی اللہ عنہ کے جواب سے خوف کھاتا رہا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان سے کہا: میں نے اپنی مرضی اور خوشی سے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدید محبت کی ہے اور تم گھر والے اور دعوت کی جگہ والے تھے تم نے داعی کو اس کے علاقے سے نکال دیا اور تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو اذیت دی اور تمہارا اسلام میرے اسلام سے تمہارے ناپسندیدہ وقت تک متاخر ہے۔ پس مروان کو آپ سے گفتگو کرنے پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے اجتناب کی راہ اختیار کر لی۔[1]

قصہ نمبر ۹۴ تلبیسِ ابلیس سے حفاظت کا نسخہ

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے سجدوں میں، زنا کرنے، چوری کرنے یا کفر کرنے اور کبیرہ گناہ کرنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ کو ان باتوں کا خدشہ ہے؟

---

[1] البدایہ والنہایہ (۸/ ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰)

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے کون ان باتوں سے اطمینان دلا سکتا ہے جبکہ ابلیس زندہ ہے اور دلوں کو مائل کرنے والا ہے انہیں جیسے چاہے پھیر سکتا ہے؟[1]

قصہ نمبر ۹۵ ﴿یہ کھانا اللہ نے تجھے کھلایا ہے......!﴾

ایک نوجوان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: ''اے ابو ہریرہ! میں نے صبح کو روزہ رکھا اور اپنے باپ کے پاس گیا تو وہ میرے پاس روٹی اور گوشت لایا اور میں نے بھول کر کھالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے یہ کھانا اللہ نے تجھے کھلایا ہے۔ اس نے کہا: پھر میں اپنے اہل کے گھر میں آیا تو میرے پاس اونٹنی کا دودھ لایا گیا اور میں نے اس میں سے بھول کر پی لیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی تجھے کھلایا پلایا ہے اور تیرا روزہ بھی نہیں ٹوٹا)۔

اس شخص نے تیسری مرتبہ کہا کہ پھر میں سو گیا اور جب بیدار ہوا تو میں نے پانی پی لیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے بھول کر جماع کر لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بھتیجے تو نے روزے سے تجاوز نہیں کیا۔''[2]

قصہ نمبر ۹۶ ﴿غلام کا ''مروان'' کو روکنا﴾

عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ محمد بن زیاد سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا گورنر بنا کر بھیجتے اور جب آپ سے ناراض ہو جاتے تو آپ کو معزول کر کے مروان بن الحکم کو گورنر بنا دیتے اور جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے پاس آتے تو وہ آپ سے چھپ جاتا تو آپ مروان کو معزول کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا دیتے۔

آپ نے اپنے غلام سے فرمایا: جو شخص بھی تیرے پاس آئے تو اسے واپس نہ کرنا

---

[1] البدایہ والنہایہ (۹۳۴/۸)

[2] البدایہ والنہایہ (۹۴۱/۸)

اور مروان سے چھپ جانا۔ پس جب مروان آیا تو غلام نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور وہ بڑی کوشش کے بعد داخل ہوا۔ جب وہ اندر آیا تو کہنے لگا: غلام نے ہمیں آپ سے روکا ہے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: بلاشبہ تو سب لوگوں سے بڑھ کر اس بات کا سزاوار ہے کہ اس سے ناراض نہ ہو۔[1]

قصہ نمبر ۹۷ روایتِ حدیث میں احتیاط

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اگرچہ کثرت سے حدیث بیان فرماتے تھے اور احادیث نبوی میں نشر واشاعت کا بھی اپنی قدرت کے مطابق مکمل اہتمام کرتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی دوسری چیز ملنے نہ پائے۔ وہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کرنے میں سخت احتیاط سے کام لو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی غلط بات ہرگز منسوب نہ کرو۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار سے گزرے تو لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''لوگو! جو شخص مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں ابو ہریرہ ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے قصداً محمد کی طرف جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا گھر دوزخ میں بنالے۔''

اور یہی طریقہ کار آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا معمول بن چکا تھا۔[2]

قصہ نمبر ۹۸ ظاہر و باطن یکسانگی

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے ان

---

۱ ایضاً (۸/۹۳۹)

۲ ابن عساکر (۴۷/۴۸۸) بحوالہ سیرت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرات کا ظاہر و باطن ایک ہو چکا تھا اور ان کے دل باہمی عداوت، کینہ، بغض اور حسد جیسی روحانی بیماریوں سے پاک ہو گئے تھے۔ اس حقیقت کا ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا کسی سے کوئی اختلاف رائے ہو جاتا تو جس کے دل میں جو بات ہوتی تو اس کا اظہار اسی مجلس میں کر دیتے اور جب صلح کے بعد معاملہ رفع دفع ہو جاتا تو ان کی باہمی محبت و عقیدت پہلے سے بدرجہا بڑھ چکی ہوتی تھی۔ ایسا نہیں کہ اگر ایک مرتبہ اختلاف رائے ہو گیا یا کسی کے دل میں ناراضگی کے جذبات ابھر آئے یا کسی کے قول و عمل سے دل کو ٹھیس پہنچ گئی تو اسے زندگی کا روگ بنا لیا جائے اور زندگی بھر اس کے گلے شکوے ہوتے رہیں اور دل کو کینہ کی آگ میں جلاتے رہیں......!

اسی نقطہ نگاہ سے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایئے گا......!

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب خیبر کی فتح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابھی خیبر میں ہی تھے اور مال غنیمت تقسیم ہو رہا تھا۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بھی حصہ دلایئے۔ سعید بن عاص کے بیٹوں میں سے کسی نے کہا: یا رسول اللہ! اس کو نہ دیجئے۔ میں نے کہا: یہ ابن قوقل کا قاتل ہے (یہ غزوہ احد میں بقول بعض حضرت ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ ان کا نام نعمان تھا اور ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا جبکہ حضرت ابان رضی اللہ عنہ اس وقت کفار مکہ کی فوج میں تھے بعد ازاں مسلمان ہو گئے)۔ اس پر سعید بن عاص کے بیٹے نے کہا: اس پہاڑی بلّے پر تعجب ہے۔ (اس جملے کی وضاحت آگے آتی ہے)۔ جو ہمارے پاس حنان کی چوٹی سے اتر کر یہاں آیا ہے۔ وہ مجھ پر ایک مرد مسلم کے قتل کا عیب لگاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں (مرتبہ شہادت کی) عزت بخشی ہے اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہونے دیا۔''[1]

(یعنی اگر معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا کہ اور وہ مجھے حالت کفر میں قتل کر دیتے تو میں ذلیل خوار ہو کر جہنم میں چلا جاتا)۔

---

[1] رواہ البخاری (۲/ کتاب المغازی غزوہ خیبر)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو سمجھایا جس پر وہ خاموش ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فیصلہ فرمایا دونوں بزرگ اس فیصلے پر راضی ہو گئے۔

''ایک بلا جو پہاڑ سے اتر آیا ہے''۔ بعض علماء نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ حضرت ابان رضی اللہ عنہ کے اس جملے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کی طرف ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے کیونکہ ''ابو ہریرہ کا لفظی ترجمہ ''بلی کے بچے کا باپ ہے اس لیے مزاحاً ان کو بلا کہا۔

قصہ نمبر ۹۹ ﴿سختی کے بعد آسانی ہے﴾

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو اپنی آواز کو بلند کر دیا اور فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جس نے دین کو مایہء انتظام بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا حالانکہ وہ پہلے پیٹ بھرنے کے لیے ذخیرہ غزوان کا مزدور تھا.......... جب وہ سوار ہوتے تو میں ان کے اونٹوں کو ہانکتا جب وہ اترتے تو میں ایندھن اکٹھا کرتا پس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ان کے ساتھ ملا دیا پس جب وہ سوار ہوتے ہیں تو میں بھی سوار ہوتا اور جب وہ خدمت کرتے تو میں بھی خدمت کرتا اور جب وہ اترتے تو میں بھی اتر پڑتا۔[1]

قصہ نمبر ۱۰۰ ﴿دل یا شکم﴾

فرقد السنجی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دوران طواف ارشاد فرمایا: میری ہلاکت میرے پیٹ کی وجہ سے ہے اگر میں اسے سیر کر دوں تو وہ مجھے برانگیختہ کر دیتا ہے اور اگر اسے بھوکا رکھوں تو وہ مجھے کمزور کر دیتا ہے۔[2]

---

[1] البدایہ والنہایہ (۹۳۳/۸) کذافی ابن ماجہ کتاب الاحکام (۲۴۴۳۶)

[2] ایضاً (۹۳۶/۸)

قصہ نمبر ۱۰۱ ﴿سانحہ ارتحال﴾

مشہور قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کا سن وفات ۵۹ ھ ہے۔ مورخین کا بیان ہے کہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان (نائب مدینہ) نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اور جنازے کے شرکاء میں تھے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے اور یہ نماز عصر کے قریب کا واقعہ ہے آپ کی وفات آپ کے عقیق والے گھر میں ہوئی۔ وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ لایا گیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو ''جنت البقیع'' میں دفن کر دیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ولید بن عتبہ نے آپ کی وفات کے بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواباً لکھا:

''ان کے وارثوں کی دیکھ بھال کرو، اور ان سے حسن سلوک کرو، اور ان کی طرف دس ہزار درہم بھیج دو، اور ان کے اچھے پڑوسی بنو اور ان سے نیکی کرو بلاشبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے مددگاروں میں شامل تھے اور آپ ''الدار'' میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھے۔''[1]

☆☆☆

---

[1] البدایہ والنہایہ (۹۴۲/۸)

مراجع ومصادر

الصحیح لامام البخاری — محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ
الصحیح لامام المسلم — مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ
السنن لامام ابی داؤد — سلیمان بن اشعث السجستانی رحمۃ اللہ علیہ
السنن لامام النسائی — ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
السنن لامام الترمذی — محمد بن عیسی الترمذی رحمۃ اللہ علیہ
السنن لامام ابن ماجہ — محمد بن یزید القزوینی رحمۃ اللہ علیہ
المسند لامام احمد — امام احمد رحمۃ اللہ علیہ
فتح الباری — علامہ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر لابن کثیر — العلامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
طبقات ابن سعد — الامام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ
البدایہ والنہایہ — العلامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
اسد الغابہ — العلامہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ
سیر اعلام النبلاء
تذکرۃ الحفاظ
سیرت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ — طالب الہاشمی
حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم — العلامہ محمد یوسف الکاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم — مولانا شاہ معین الدین الندوی رحمۃ اللہ علیہ
درس ترمذی — المفتی محمد تقی العثمانی مدظلہ
انعام الباری — ایضاً